

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کا ترجمان

مدیر  
مولانا محمد الیاس گھمن



شمارہ 6

جون 2016

جلد نمبر 7

برقضاء الیاس گھمن

ایڈیٹیشن

دورہ تحقیق المسائل

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

[www.ahnafmedia.com](http://www.ahnafmedia.com)



مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کا ترجمان

فقیہ  
سرگودھا  
ماہنامہ

جلد نمبر 5 جون، جولائی 2016 شمارہ نمبر 6، 7

معاون مدیر  
مولانا  
محمد کلیم اللہ حنفی



خط و کتابت کا پتہ

مدیر  
مولانا  
محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

دفتر رسائل و جرائد  
مرکز اہل السنۃ والجماعت  
87 جنوبی سرگودھا

mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 40 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ 300 روپے  
زر تعاون

سرکولیشن مینیجر

0332-6311808

صبح 8 تا 4 بجے شام



WhatsApp

+923062251253

ناشر  
مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا

## فہرست

- دورہ تحقیق المسائل ----- 3
- استقبالِ رمضان ----- 11
- عباداتِ رمضان ----- 19
- مسائل روزہ ----- 31
- تراویح کے چند متفرق مسائل ----- 38
- کیا بعض ائمہ احناف آٹھ تراویح کے قائل تھے ؟ ----- 46
- وتر کے مسائل ----- 60
- ایک رکعت وتر کا تحقیقی جائزہ ----- 80
- سجدہ تلاوت کے مسائل ----- 94
- زکوٰۃ کے فضائل و مسائل ----- 99
- صلوٰۃ التسبیح ----- 104
- اعتکاف کے فضائل و مسائل ----- 106
- لیلیۃ القدر... فضائل و مسائل ----- 112
- قضائے عمری..... چند مسائل ----- 114
- صدقۃ الفطر فضائل و مسائل ----- 120
- نماز عید ----- 123

## دورہ تحقیق المسائل

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن، سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل سنت والجماعت (رجسٹرڈ) سرگودھا میں عرصہ چھ سال سے ہر سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد 12 دن کے لیے شارٹ کورس بعنوان دورہ تحقیق المسائل منعقد ہوتا ہے۔ اس کی افادیت، اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر ملک بھر سے کثیر تعداد میں علماء، طلباء اور ائمہ مساجد شرکت کرتے ہیں، اس کورس کی مختصر کارگزاری اپنے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔

اسلام کی عمارت جن بنیادوں پر کھڑی ہے وہ عقائد، اعمال، معاملات، معاشرت، معیشت اور سیاست ہیں۔ یہ اسلام کا اساسی نصاب ہے جسے حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اس کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کا صحیح تشخص سامنے آ سکے اور مخالف قوتوں نے جو اس کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے اس کی حقیقت کی قلعی بھی کھل جائے۔

اس تناظر میں حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے اکابر کی علمی و تحقیقی روایت کو نئے انداز میں پروان چڑھایا، حالات کا رخ عدم برداشت اور شدت موڑ کر سنجیدہ اور شستہ زبان کے ساتھ دلائل کی طرف لائے اور ہر شخص کو یہ دعوت فکر دینے کی کوشش کی کہ قبول حق میں دلیل کو بنیاد بنائیں۔

اسی روایت کی ایک کڑی 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل بھی ہے۔ جو حسب سابق اس سال بھی قرآن و سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل

السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد 14 مئی تا 26 مئی 2016ء منعقد ہوا۔ پابندی وقت کے مطابق صبح 7:30 بجے اسباق شروع کر دیے گئے۔

ملک بھر سے فضلاء، علماء، عالِمات، طلباء، مدرسین، ائمہ مساجد اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کثیر افراد نے اس کورس میں اپنی حاضری یقینی بنائی۔ مرکز اہل السنت والجماعت کی شوریٰ میں یہ طے شدہ امور اور ذمہ داریاں تمام شعبہ جات کے مسوولین کو سپرد کر دیں اور تاکید کی کہ اپنے فرائض میں کوتاہی نہ برتیں، اللہ جزائے خیر دے مرکز اہل السنت والجماعت کے اساتذہ کرام اور تمام کارکنان کو جنہوں نے آنے والے مہمانوں کے اکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اہل السنت والجماعت کے متفقہ عقائد و مسائل کو بادلائل سمجھانے اور ان کی تفتیح کرنے کے لیے پہلے سے فائلیں ترتیب دے دی گئیں اس لیے کہ شرکاء کورس نفس مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں اور اس دوران ان کو لکھنے کی زحمت بھی نہ کرنا پڑے۔

یہ کورس اپنے اندر بہت افادیت رکھتا ہے، مسلک اہل السنت والجماعت احناف دیوبند سے وابستہ افراد کو اپنے مسائل اور ان کے دلائل سے واقفیت و آگاہی، ان فکری تربیت اور دینی شعور کی بیداری اس کے مضمرات ہیں۔

دورِ حاضر میں جعل سازوں کی بہتات ہے اور اہل علم و فن چیدہ چیدہ ہیں جعل سازوں کے اعتراضات، شبہات، اشکالات نے عوامی سوچ و فکر پر برے اثرات ڈالے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر روز نئے نئے عملی و اعتقادی فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ دینِ مبین کی غلط تشریح، عقائد اسلامیہ کی من گھڑت تعبیر، قرآن و سنت کی من مانی توضیح جیسے الم ناک واقعات؛ قصرِ اسلام کی بنیادوں کو ہلانے کی سازشیں ہیں۔

اس لیے عوام کو صحیح عقیدہ، نظریہ، مسئلہ اور دلیل دینا اہل حق کا اولین فرض ہے اسی کے پیش نظریہ مختصر دورانیے پر مشتمل دورہ تحقیق المسائل تشکیل دیا گیا ہے۔ چونکہ شرکاء کورس کی اکثر تعداد مدرسین، فضلاء، علماء، طلباء، ائمہ مساجد پر مشتمل تھی اس لیے اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا اور معلمین بھی ماہر فن متعین کیے گئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرکز اہل السنۃ والجماعت جہاں ایک دینی ادارہ ہے وہاں پر خانقاہ بھی ہے اس لیے ملک بھر مشائخ عظام بھی تشریف لائے اور شرکاء سے اصلاحی ملفوظات سے مستفید فرمایا۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

مفتی محمد حسن (مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

مخدوم العلماء مولانا محمد الیاس گھمن کے مخلصانہ کاوشیں رنگ لائی ہیں۔ الحمد للہ ایسی فضا قائم ہو چکی ہے کہ علماء کرام کے طبقے میں دین کی اشاعت و تحفظ کے لیے ہلچل پیدا ہوئی ہے۔ دور حاضر میں فتنوں کی یلغار ہے ایسے حالات میں اپنے اکابر اسلاف کے نقش قدم پر چل کر ہی گمراہیوں سے بچنا ممکن ہے۔ قادیانی لابی اسلام دشمنی اور وطن دشمنی میں سرگرم عمل ہے۔ اس فتنے سے امت کو باخبر کرنے کے لیے علماء اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

مفتی فضل غفور (جمعیت علماء اسلام (ف) ایم پی اے K.P.K)

ہم نے خیبر پختون خوا میں صوبائی سطح پر پارلیمانی قوت سے چند فیصلے کیے ہیں: مثلاً اول کلاس سے لے کر بارہویں جماعت تک ہر کلاس میں ختم نبوت کا مضمون شامل نصاب کرایا ہے، مناسب سود کے نام پر اسمبلی میں پیش ہونے والا بل واپس کرایا ہے، اہل اسلام کی مقتدر شخصیات کے ناموس کے لیے سنسر بورڈ قائم کیا ہے۔ آج پاکستان کو ایسی مدبرانہ سیاست کی ضرورت ہے جو نفاذ اسلام، ترقی وطن اور

تعمیر ملت کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کر سکے۔ پاکستان کی آزادی ایک نظریہ کے تحت عمل میں آئی اور علماء حق اس نظریاتی سرحد کے محافظ ہیں۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی (مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام)

دور حاضر میں امت مسلمہ کو اعتقادی و عملی فتنوں کا سامنا ہے۔

دین اسلام کے تین بڑے معاصر ادیان یہودیت، مسیحیت اور ہندومت دنیا میں موجود ہیں، یہودیت و ہندومت نسل پرستی کی بنیاد پر دن بدن مزید سمٹتے چلے جا رہے ہیں۔ جبکہ عیسائیت باہمی انتشار کا شکار ہے۔ عالمی سطح پر بعض استعماری قوتیں مذہب اسلام کو دہشت گردانہ مذہب باور کرانے کے لیے منفی پروپیگنڈہ کر رہی ہیں۔ اس بدلتی ہوئی صورتحال پر علماء اسلام کو سنجیدگی سے غور کر کے اس کا حل دنیا کو دینا ہوگا۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن (امیر عالمی اتحاد اہل سنت والجماعت)

عقائد و اعمال کی اسلامی اساسیات پر کسی کو شب خون مارنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ دین کی اشاعت و تحفظ علماء کی بنیادی ذمہ داریاں ہیں انہوں نے کہا کہ ذاتی اغراض و مفادات سے بالاتر ہو کر ہمیں اپنے ملک کا نام روشن کرنا ہوگا اس کے حصول آزادی اور استحکام و سالمیت میں ہمارے اکابر کا سیاسی و سماجی بھرپور کردار ہے ہمیں اس کی بقا کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

استاذ الحدیث مولانا اسماعیل ارشد (جامعہ دارالعلوم عید گاہ کبیر والا خانیوال)

اخلاص دین کی بنیادی خوبی ہے۔ دین کا کام کرنے والے علماء و طلباء کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر اس خوبی کو پیدا کریں، دین کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے

بڑے عقیدہ اور عمل بغیر اخلاص کے اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ پھر اس پر قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ و تابعین اور اقوال صوفیاء پیش فرمائے۔

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طیب (مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد)

زمانہ طالب علمی میں طلباء کو چاہیے کہ علمی مجالس میں شریک ہوا کریں۔ یہ زندگی میں کام آنے والی چیزیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملکی استحکام اور سالمیت کے لیے منبر و محراب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، علماء کو چاہیے کہ فرقہ واریت سے امت کو بچائیں اور اپنے عقائد و مسائل کو دلائل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس گھمن کو اس عظیم کام پر جزائے خیر نصیب فرمائے اور ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ انہوں نے طلباء میں تحقیقی ذوق پیدا کرنے کا بندوبست فرمایا ہے۔

مولانا زاہد الراشدی (شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

آج کی دنیا میں خصوصاً مسیحی مذہب میں اجتہاد کا تصور شخصی صوابدیدی اختیارات کے مترادف ہے یعنی پوپ جو اپنی صواب دید سے رائے قائم کر لے اس کو ماننا ضروری ہوتا ہے جبکہ اسلام میں اس کا تصور قرآن و سنت کی روشنی میں یہ شرعی قانون کا نام ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہے، جدید مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ اور مقتدر علماء کرام عوامی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

مولانا قاضی ارشد الحسنی (مسند نشین خانقاہ مدنی انک)

طلباء براردی میں اصلاح نفس اور روحانی بالیدگی کو اجاگر کرنے کے لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں



نے کہا کہ میں نے یہاں مرکز اہل السنۃ والجماعت میں آکر خانقاہی ماحول دیکھا تو بہت دل خوش ہوا کہ الحمد للہ تعلیم کتاب و حکمت کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور اصلاح اعمال پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ تلاوت قرآن، ذکر اللہ اور نوافل کی پابندی طالب علم میں حقیقی معنوں میں علم کا نور پیدا کرتے ہیں۔

**مولانا محمد اکرم طوفانی (ڈپٹی جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)**

طلباء دین کا تحقیق کے میدان میں انہماک کے ساتھ متوجہ ہونا باعث مسرت ہے، وقت کے تقاضوں کے مطابق سنجیدگی و متانت اور اعتدال علماء کا لازمی خاصہ ہونے چاہئیں، قادیانی لابی ملک دشمن میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے ہم اس اہم معاملے کی طرف بارہا حکمرانوں کو توجہ دلا چکے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ علماء حق کے خلاف بے بنیاد الزامات کا طوفان برپا کرنے والے خدائی انتقام کے لیے تیار رہیں۔ انہوں نے کہا کہ علما کے بارے میں عدم اعتماد کی فضا قائم کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے ورنہ دین اور وطن دشمن عناصر اپنی سازشوں میں کامیاب ہو کر ہمیں ناکام بنا دیں گے۔ انہوں نے مولانا محمد الیاس گھمن کی علمی و دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ مولانا موصوف اپنے کام میں مسلسل مصروف عمل ہیں جس کی وجہ سے آج پوری دنیا میں مسلک اہل السنۃ والجماعت کا تشخص برقرار ہے۔

**شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا (مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)**

تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا تھا اور وہ قرب قیامت دوبارہ نازل ہوں گے

نبی ہونے کے باوجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے۔  
قادیانی صرف ختم نبوت کے انکاری نہیں بلکہ حیات مسیح کے بھی منکر ہیں۔

مولانا حبیب الرحمن (استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کھروڑ پکا)

دورہ تحقیق المسائل کے مختصر کورس میں طلباء کی علمی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت بھی کی جاتی ہے اور گناہوں سے پاک ماحول میسر کیا جاتا ہے میری طلباء سے گزارش ہے کہ سنت نبوی کے اتباع کیے بغیر کامیابی ہرگز نہیں مل سکتی۔ اتباع نبوی سے محبت نبوی پیدا ہوگی جس کی بدولت اللہ کی محبت حاصل ہوگی۔

مولانا صوفی محمد اکرم (استاذ الحدیث جامعہ منظور الاسلامیہ لاہور)

آج کے پرفتن دور میں طلباء دین پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ نے انہیں دین کی اشاعت و تحفظ کے لیے قبول فرما رکھا ہے۔ اس لیے اس نعمت کا حق یہ ہے کہ اس کی قدر کی جائے۔ گناہوں سے پاک زندگی اس نعمت کی قدر دانی پر آمادہ کرتی رہتی ہے ورنہ گناہوں کے ماحول میں اس کی قدر دل سے ختم ہو جاتی ہے اور اللہ بندے کو محروم فرمادیتے ہیں۔

پیر جی سید مشتاق علی شاہ (گوجرانوالہ)

ہمارے اکابر علماء اہل السنۃ والجماعت نے ہر دور میں دین متین کی صحیح تعبیر و تشریح کی ہے اور امت کو اہل باطل کے وساوس سے محفوظ رکھا ہے۔ انہوں نے علماء حق کی تصنیفی خدمات کا تفصیل سے تذکرہ کیا اور طلباء کو بتایا کہ ہمارے علمائے ہر دور میں دین کی اشاعت و تحفظ کے لیے ہر طرح کاوشیں دنیا کے سامنے پیش کی ہیں۔

ہمارے ہاں وقت کی قدر کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اس لیے شرکاء کورس کے ہمہ وقت مصروف رکھا جاتا ہے تاکہ یہاں آنے پر ان کے مزاج میں یہ بات سما جائے کہ متاع وقت ہمارا کل اثاثہ ہے۔ ہم نے اپنے تئیں اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ آنے والے مہمانان گرامی کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔

ملک بھر سے تقریباً 400 علماء نے اس کورس میں شرکت کی۔ جن میں دینی مدارس کے اساتذہ ، طلباء و طالبات شامل ہیں۔ کورس کے اختتام پر تمام شرکاء کو سند اعزاز سے نوازا گیا۔

آخر میں مولانا عبدالجبار چوکیروی نے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود بالخصوص ملک کی سالمیت و امن کے لیے بھرپور دعا کرائی۔

اس موقع پر پیر طریقت عبدالواحد نقشبندی (کوہاٹ) مولانا شبیر احمد (مہتمم جامعہ اسلامیہ معارف اسلامیہ رحیم یار خان) مولانا بشیر احمد کلیار، مولانا عبدالقدوس گجر ، مولانا نوید حنیف آزاد کشمیر، مولانا محمد احمد سندھی ، مولانا فاروق علوی ، مولانا محمد حارث منڈی بہاوالدین، مولانا عطاء اللہ ماموں کانبجن، مولانا ظہیر احمد ظہیر، مولانا محمد ارشاد قصوری، مفتی محمد نعمان گوجرانوالہ، مولانا نور محمد سندھی، مولانا محمد نواز الحذیفی فیصل آبادی، مولانا ابو ایوب قادری ، مفتی عبدالواحد قریشی ، مفتی شبیر احمد حنفی، مولانا عاطف معاویہ، مولانا ارشد سجاد، مولانا اشفاق ندیم، مولانا خبیب احمد گھمن اور مولانا محمد کلیم اللہ حنفی و دیگر نے بطور خاص شرکت کی۔

اللہ کریم اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت کے اتحاد و

یکجہتی کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

## استقبالِ رمضان

بھ..... مولانا محمد الیاس گھمن

اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایات اور رحم و کرم کا موسم بہار شروع ہونے لگا ہے رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ آپہنچا ہے۔ وہ دیکھیے! جنت کو مزید سجایا جا رہا ہے، عرش کے نیچے سے رحمت کی ہوائیں چلنے کو تیار ہیں، کچھ ہی دنوں میں جنت کے درختوں کے پتوں سے سریلی آوازیں سنائی دینے لگیں گی، حور عین بھی دست بدعا ہو کر عرض کرے گی: اے باری تعالیٰ! اس مہینے میں ہمیں وہ خوش نصیب تیرے بندے چاہئیں جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے اور ان کی آنکھوں کو ہماری وجہ سے سرور ملے ہر ایک روزہ دار کو حور عین عطا کی جا رہی ہے۔

رمضان کی یہ پہلی رات ہے فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

اس میں جنت کے سب دروازے کھول دیے جاتے ہیں پورا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے سب دروازے پورے مہینے کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، سرکش شیاطین و جن سب کو زنجیروں سے قید کر دیا جاتا ہے، ایک آواز دینے والا آسمان سے ہر رات طلوعِ فجر تک آواز لگاتا رہتا ہے: خیر اور بھلائی کے طلب گارو! اللہ کی طرف سے خیر کو قبول کرو اور خوش ہو جاؤ، برائی اور شر کے طلب گارو! رک جاؤ اور ہوش سے کام لو۔ پھر رب لم یزل کی صدائے بازگشت سماعتوں میں رس گھولنے لگتی ہے، کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے؟ ہم اس کو بخش دیں۔ کوئی ہے جو توبہ کرے؟ ہم اس کی توبہ قبول کریں، کوئی ہے دعا

مانگنے والا؟ ہم پوری کرتے ہیں۔ کوئی ہے سوال کرنے والا؟ ہم عطا کرتے ہیں۔ ہر رات ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور عید الفطر کے دن پورے مہینے میں روزانہ ساٹھ ہزار کے بقدر جتنے لوگ بنتے ہیں ان سب کو ایک ہی دن جہنم سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا ہے۔

یہ تو آسمانوں پر فیصلے ہو رہے ہوتے ہیں۔ اب زمین کی طرف آتے ہیں وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے سے ماہ رمضان کی تمنا شروع فرماتے: اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

بلکہ جب شعبان کا مہینہ آتا تو لسانِ نبوت سے یوں موتی بکھرتے اللھم هذا شعبان و بلغنا رمضان اے اللہ جیسے آپ نے ہم پر فضل و احسان کیا کہ ہمیں شعبان عطا فرمایا، اے اللہ! ہمیں رمضان کی مبارک ساعتیں بھی نصیب فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو ماہ پہلے اپنے اس مبارک مہمان (رمضان) کا استقبال فرماتے اور جو نبی شعبان کی آخری رات آتی آپ اپنے جانثار صحابہ کو جمع فرماتے ان کے سامنے رمضان المبارک کی اہمیت، افادیت، خصوصیت، امتیازی حیثیت کا دلآویز تذکرہ فرماتے: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ان فرامین کو نقل فرمایا ہے:

”تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نیکی کرے اللہ کا قرب حاصل کرے گا ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور

جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار کر دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی کا پلا دے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں اور آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہ (روز قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔“

(صحیح ابن خزیمہ: ج 2 ص 911 باب فضائل شہر رمضان - رقم الحدیث 1887)

آئیے ہم بھی اپنے اس مہمان مہینے کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں، محض جلے جلوسوں سے نہیں بلکہ اپنے دلوں میں عبادات کا شوق پیدا کریں اور ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اذہان و قلوب میں رچا بسا کر پر عزم ہو جائیں کہ ہم سب نے اس رمضان میں اپنی مغفرت کے تمام اسباب خلوص دل اور خلوص نیت سے اختیار کرنے ہیں۔ چنانچہ

جو نہی ہم ماہ رمضان کے چاند کو دیکھیں تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اِهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى رَبِّيَّ وَرَبَّكَ اللَّهُ۔ ”اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکتِ ایمان، خیریت اور سلامتی والا کر دے اور (ہمیں) توفیق دے اس (عمل) کی جو تجھے پسند اور مرغوب ہو (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“

اب ہمیں احساس ہونا چاہیے کہ ہم پورا مہینہ اس ماہ مبارک کی دل و جان سے قدر کریں اور اس کے تقاضوں کو شرائط و آداب کے ساتھ پورا کریں۔ یاد رکھیں توبہ و استغفار کی کثرت کریں، ذوق شوق سے تراویح کی بیس رکعات ادا کریں، تین رکعات وتر ادا کریں اور خوب دعائیں مانگ کر جلد سو جائیں تاکہ صبح سحری کے وقت اٹھنے میں دقت اور پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ سوتے وقت کی دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمْوُتْ وَاحْيَا۔ ”اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے سوتا ہوں اور (تیرے ہی نام سے) اٹھتا ہوں۔“ سورۃ ملک پڑھیں اور آیۃ الکرسی بھی پڑھ لیں سنت کے مطابق دائیں پہلو پر سو جائیں۔

جب سحری کا وقت آجائے ہشاش بشاش ہو کر چُستی سے اٹھ جائیں، گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹائیں، وضو کریں، تہجد ادا کریں، بلکہ کوشش کریں کہ تہجد

ہمارا زندگی بھر کا معمول بن جائے، حدیث پاک میں ہے: افضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل۔ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے سحری ضرور کھائیں کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکید کے ساتھ ہمیں حکم دیا ہے اور اس کو برکت والا کھانا قرار دیا ہے تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحْرِ بَرَكَهً، بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں صحابہ کرام کی زندگی میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ کھانا کھالینے کے بعد اگر وقت باقی ہے تو تلاوتِ قرآن کریں، ذکر اذکار کریں، توبہ استغفار کریں، دعاؤں کا اہتمام کریں، مرد حضرات مساجد میں آکر تکبیر اولیٰ کے ساتھ نمازیں ادا کریں، اگر مسجد میں درس قرآن یا خلاصۃ القرآن کی ترتیب ہو تو اس میں ضرور شرکت کریں ورنہ باہمی مشاورت سے کسی مستند عالم سے درخواست کریں کہ وہ آپ کو روزانہ درس قرآن دے۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک ذکر اذکار میں مصروف رہیں نماز اشراق پڑھیں، حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا اجر ایک مکمل حج یا عمرے کے برابر ہے۔

مساجد میں شور و غل سے پرہیز کریں کیونکہ یہ عمل نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ مسجد سے واپس آکر اپنے کام کاج میں مصروف ہو جائیں، کوشش کریں آپ کی زبان سے کوئی غلط بات نہ نکلے، بلکہ حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ اگر کوئی آپ کو غلط بات کہہ بھی دے لڑائی جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو آپ کہہ دیں انی صائحد میں روزے سے ہوں۔ پورا دن اپنی زبان، آنکھ، کان اور تمام اعضاء کی حفاظت کریں۔

زبان کو جھوٹ، غیبت، بہتان، چغلی، الزام تراشی، گالی گلوچ، گانے اور فضول گوئی سے پاک رکھیں اور نہ ہی زبان کے نشتر سے کسی کا دل دکھائیں، کسی کی ہتک



عزت، بے عزتی اور رسوائی نہ کریں۔

آنکھ کو حرام امور بچائیں۔ فلم، گانے، میوزک، ڈانس، بد نظری، نامحرم کی طرف دیکھنے سے پاک رکھیں۔ کان کو غیبت سننے، گانا سننے، فضول گوئی سننے اور نامحرم کی باتیں بلاوجہ سننے سے پاک رکھیں دل کو حسد، بغض، کینہ، عداوت، نفرت، تکبر، غرور اور بڑائی سے صاف رکھیں، باہمی رنجشیں دور کریں، کسی سے بول چال ختم تھا تو اس سے شروع کریں، قطع رحمی سے باز آئیں، صلہ رحمی کو عام کریں۔ ورنہ حدیث مبارک میں آتا ہے بہت سارے لوگوں کو سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا: صحیح بخاری میں ہے: **مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ.**

دن بھر تلاوت قرآن کثرت سے کریں، قرآن کریم کے ہم پر درج ذیل پانچ بنیادی حقوق ہیں:

1: ایمان لانا: اس بات پر کہ واقعی یہ اللہ کی طرف سے بواسطہ جبریل حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور تحریف و تبدیل سے پاک ہے، اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب بلا ریب سچ ہے۔

2: تلاوت کرنا: یعنی کو اس کو پڑھنا باعث ثواب ہے اور قرآن کا ہم پر حق بھی ہے۔

3: غور و خوض: اس کے ادا کر اور نواہی کو سمجھنا کہ قرآن ہمیں فلاں موقع پر کیا حکم دیتا ہے، اس میں موجود فلاح پانے اقوام کے واقعات سے سبق حاصل کرنا اور تباہ شدہ اقوام کے واقعات سے درس عبرت حاصل کرنا۔

4: عمل کرنا: قرآن میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا۔ بس اتنی بات ہمیشہ ذہن میں رہے کہ جہاں منسوخ آیات ہیں ان کی محض تلاوت کی جاسکتی ہے ان پر عمل کرنے سے

شریعت نے خود روک دیا ہے۔

5: تبلیغ، تحفیظ اور تفہیم: یعنی اس کی اشاعت و تحفیظ اور نفاذ کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

ان حقوق کی مکمل رعایت رکھ کر تلاوت کریں مستحب یہ ہے با وضو ہو کر، خوشبو لگا کر قبلہ رو ہو کر با ادب سوچ سمجھ کر تلاوت کریں، بعض امور کو بالکل نظر انداز نہ کریں سجدہ تلاوت کے احکام ہم نے ذکر کر دیے ہیں ان کا خیال رکھیں، اگر آپ ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہوں تو مستند علماء کرام کی تفاسیر پڑھیں۔

یاد رکھیں کسی گمراہ بدعتی عالم اور غیر مستند لوگوں کے تراجم کا مطالعہ بسا اوقات آپ کے عقائد کو برباد کر سکتا ہے اس لیے سے پرہیز کریں۔

آپ کے گھروں، دفاتر اور زمینوں پر جو ملازمین ہیں ان کے کام میں تخفیف کریں، تمام نمازیں وقت پر ادا کریں، افطاری تیار کرنے میں گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کریں، ان کو بالکل نہ ڈانٹیں، بلکہ اگر کبھی خلاف مزاج کوئی معاملہ سامنے آئے تو عفو و درگزر سے کام لیں۔ افطار کرانے کا معمول بنائیں۔ کیونکہ حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ افطار کے وقت شور و غل اور بچگانہ حرکتیں مساجد کے تقدس کو پامال کرتی ہیں اس سے سختی سے پرہیز کریں۔ نماز مغرب کے بعد چھ رکعات اوابین کا معمول بنائیں۔ حدیث مبارک میں ہے جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

بلکہ حفاظ صاحبان کے لیے اوابین میں اپنی منزل پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے نماز عشاء کی مکمل تیاری کریں، اذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچ جائیں، خشوع خضوع سے نماز ادا کریں، نماز تراویح کے لیے تیز رفتار حفاظ کی بجائے خوش الحان ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے والے قاری صاحبان کو منتخب کریں۔ کیونکہ تراویح رمضان المبارک کی بہت اہم

عبادت ہے۔ اس کی مکمل رعایت رکھیں، 20 رکعات سے کم ادا نہ کریں، بے شعور قوم والی عادات سے خود کو بچائیں، جو مساجد میں خصوصاً تراویح کے وقت بیٹھے رہتے ہیں، فون کا لڑا اور میسجز کرتے رہتے ہیں، پانی پینے کا بہانہ بنا کر اپنا وقت اور ثواب و اجر ضائع کرتے رہتے ہیں اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تو بھاگ کے رکوع میں شامل ہو جاتے ہیں۔ خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، اپنے لیے، گھر والوں کے لیے، اپنے ملک کے لیے، پوری قوم بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے۔ اس کے بعد جلد گھر واپس آئیں، اپنی حاجات طبعیہ سے فارغ ہو کر سونے سے قبل تھوڑی دیر کے لیے اپنا محاسبہ کریں، پورے دن میں جتنے اچھے کام کیے ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور جو خلاف شرع کام سرزد ہوئے ان سے توبہ کریں۔ یعنی ندامت کے احساس کے ساتھ وہ کام فی الفور چھوڑ دیں آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کریں۔ جلد سو جائیں تاکہ صبح جلد اٹھیں اور اپنے معمولات صحیح طور پر ادا کر سکیں رمضان میں صدقہ خیرات دل کھول کر کریں، زکوٰۃ ادا کریں (ہم نے اس کی مکمل تفصیل لکھ دی ہے) آخری عشرہ میں اعتکاف کریں، سب سے زیادہ بہتر یہ ہے اپنے شیخ اور مرشد کے ہاں جا کر اعتکاف کریں تاکہ اجر و ثواب بھی ملتا رہے اور ظاہری و باطنی ترقیات بھی نصیب ہوں، شیخ کی صحبت بھی زیادہ میسر ہو۔ لیلتہ القدر کی تلاش میں بہتر عمل اعتکاف ہے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کریں، صدقہ فطر اور زکوٰۃ کے حوالے سے اہلیانِ مدارس ضرور یاد رکھیں۔ نماز عید الفطر کی تیاری کریں، خود بھی نئے اور اچھے کپڑے سلوائیں اور بچوں کے لیے بھی، نماز عید الفطر ادا کریں، اور خوب دعائیں کریں۔

نوٹ: اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو رمضان میں عمرہ کریں، حدیث پاک میں ہے کہ رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے صحیح مسلم میں ہے عمرۃ فی رمضان تعدل حجة۔

## عباداتِ رمضان

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی رحمتوں، عنایات اور کرم نوازیوں کی عجیب شان ہوتی ہے۔ انہی برکات کا یہ ثمرہ ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ج 1، ص 173 کتاب الصوم - الفصل الاول)

اس مہینہ میں عبادات و ریاضات کا عالم کیسا ہونا چاہیے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث پر نظر ڈالیے، فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج 3 ص 310 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

لیکن جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا.

(صحیح مسلم: ج 1، ص 372، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

رمضان المبارک میں چونکہ اجر و ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے اس لیے جتنی بھی عبادات انسان کر سکتا ہو ضرور کرے۔ روزمرہ کی چند عبادات کو مستقل مزاجی اور اعتدال اور اطمینان سے کیا جائے تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہو گا۔

### 1: تہجد کی فضیلت:

نماز تہجد کو اپنی پوری زندگی کا معمول بنانا چاہیے، ورنہ کم از کم رمضان المبارک میں تو اسے ہر حال میں ادا کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ ان دنوں میں ہمارے پاس اس کو ادا کرنے کا کافی وقت ہوتا ہے اور انسان کے دل میں ہدایت و روحانیت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان سے دنیا کی طرف نزول کر کے فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش اور مغفرت طلب کرے کہ میں اسے بخش دوں؟“ (صحیح بخاری)

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز درمیانی رات کی نماز تہجد ہے۔“

(صحیح مسلم، مستدرک حاکم، سنن ابن ماجہ، جامع الترمذی)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے: ”اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں بندے سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر ہو سکے تو تم ان بندوں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔“ (جامع الترمذی)

### 2: سحری کی فضیلت:

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس ذات نے ہمیں جسمانی ضروریات کو پورا کرنے

پر اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ سحری بھی ہماری ان جسمانی ضروریات میں سے ایک ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام اور برکت سے نوازتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَتًا  
سحری کیا کرو، کیونکہ سحری کرنے میں یقیناً برکت ہے۔ (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَصَلِّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ  
أَهْلِ الْكِتَابِ؛ أَكَلَةُ السَّحَرِ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق کرنے والی چیز  
سحری کا کھانا ہے۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے کھانے کے بارے میں فرمایا: إِنَّهَا  
بَرَكَتٌ أَعْطَاكُمْ اللَّهُ إِيَّاهَا، فَلَا تَدْعُوهُ (سحری والی) برکت جو اللہ نے تم لوگوں کو عطا  
کی ہے اسے چھوڑو نہیں۔ (سنن نسائی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجُرْعَةِ مَاءٍ سحری ضرور کرو  
خواہ ایک گھونٹ پانی سے ہی کرو۔ (صحیح ابن حبان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَالْمَلَائِكَةَ يَصَلُّونَ عَلَى  
الْمُتَسَحِّرِينَ بے شک سحری کرنے والوں پر اللہ رحمت کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے دُعا  
ان کے لیے کرتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان)

### 3: روزہ کی فضیلت:

روزہ رمضان المبارک کی بہت اہم عبادت ہے اس کے فضائل پر مشتمل چند  
احادیث پیش خدمت ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيََتْ أُمَّيْ

تَحَسَّ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَهُمُ تُعْطَاهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوفٌ فَمِنَ الصَّائِمِ أَطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ  
مِنْ رِيحِ الْبَسِاطِ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُغْفَرُوا وَيُزَيِّنَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ  
جَنَّتُهُ ثُمَّ يَقُولُ يُوشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمْ الْمُونَةَ وَالْأَذَى  
وَيَصْبِرُوا إِلَيْكَ وَيُصَفَّدَ فِيهِ مَرَدَّةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلَى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ  
فِي غَيْرِهِ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ لَا وَلَكِنَّ  
الْعَامِلَ إِنَّمَا يَوْفَى أَجْرُهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ. (مسند احمد: ج 8 ص 30 رقم الحديث 7904)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں  
ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں:

- (۱) ان کے منہ کی بوالہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
- (۲) ان کیلئے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں۔
- (۳) جنت ہر روز ان کیلئے سجا دی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ  
عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے۔
- (۴) اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان  
برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں۔
- (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا:  
نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي  
رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُحْصَةٍ رَخَّصَهَا اللَّهُ لَهُمُ يَقْبُضَ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ.

(مسند احمد: ج 9 ص 346، رقم الحديث 9870)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دے اور پھر تمام عمر کے روزے بھی رکھے تو اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَالَهُ يَخْرُقُهَا. (سنن نسائی: ج 1 ص 311 باب فضل الصيام)

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

فائدہ: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور روزہ پھاڑ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت اور اس قسم کے ناجائز کام کیے جائیں۔ لہذا روزہ کے حقیقی فوائد اور ثمرات اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان ان گناہ کی چیزوں اور لالچوں سے بچا رہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُرَدُّ دَعَاؤُهُمْ؛ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطَرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِي لَا أَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ. (مسند احمد بن حنبل: ج 9 ص 298 رقم الحدیث 9703)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: ایک روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتے وقت مانگتا ہے، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم انسان کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں



اور ارشاد ہوتا ہے کہ (اے بندے!) میں تیری ضرورت مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر ہو جائے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْضَرُوا الْبَيْتَ فَخَصَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَفَى دَرَجَةٌ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَفَى الدَّرَجَةُ الثَّانِيَةُ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَفَى الدَّرَجَةُ الثَّالِثَةُ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا الْيَوْمَ مِنْكَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ نَسْمَعُهُ قَالَ: إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَزَّ وَجَلَّ لِي فَقَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُعْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعْدَ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ وَالِدِيهِ الْكَبِيرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ - أَظْنُّهُ قَالَ - فَقُلْتُ: آمِينَ •  
(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 214 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ)

ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ (قریب قریب) حاضر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ علیہ السلام خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جبریل میرے پاس آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے

پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں آئیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین۔  
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:  
ذَا كَرَّ اللَّهُ فِي رَمَضَانَ يُغْفِرُ لَهُ وَسَائِلُ اللَّهِ فِيهِ لَا يَغِيبُ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج 3 ص 311 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔“  
عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ فَطَرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ.

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔“

#### 4: فرض نمازوں کی پابندی:

نماز اہم العبادات ہے، اس کی پابندی ضروری ہے، بے شمار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کی فضیلت ثابت ہے چند احادیث پیش خدمت ہیں:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے نماز کی پابندی کی تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات کا سبب بنے گی“ (مشکوٰۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ پت جھڑ کے موسم میں باہر تشریف لے گئے اور ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر ہلایا جس کی وجہ سے درخت سے پتے جھڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! ابو ذر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا دیکھو جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا طالب بنتا ہے تو اس کے گناہ اسے طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ تو کسی کے دروازے پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے سبب خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

فقہ امت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کو بندے کا کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ (صحیح بخاری)

### 5: تلاوت قرآن:

قرآن کریم کو رمضان المبارک سے بہت نسبت ہے۔ اسی مبارک مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں حضرت جبریل امین سے قرآن کریم کا دور (سننا اور سننا) فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اقْرَؤُا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔ قرآن مجید پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن میں ماہر ہے وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن اٹک اٹک کر مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ (متفق علیہ)

حدیث پاک ہے کہ صاحب قرآن سے قیامت کے روز کہا جائے گا: قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کرو جیسے دنیا میں ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) سے کرتے تھے اور بلند منازل طے کرتے جاؤ۔ جنت میں تمہارے لیے وہ جگہ متعین ہوگی جس جگہ آخری آیت کی تلاوت پر تمہاری سانس رکے گی۔ (جامع الترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لا تجعلوا بیوتکم مقابر، إن الشیطان ینفر من البیت الذی یقرأ فیہ سورۃ البقرۃ۔ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو دائمی ہو اگرچہ مقدار میں تھوڑا ہی کیوں ناہو۔ حدیث مبارک کے پیش نظر آپ کی سہولت کے لیے تلاوت کلام پاک کے حوالے سے ایک نقشہ پیش کیا جا رہا ہے

وقت	تلاوت کی مقدار	30 دنوں میں
30 منٹ (آدھ گھنٹہ) روزانہ	ایک پارہ	ایک ختم قرآن
60 منٹ (ایک گھنٹہ) روزانہ	دو پارے	دو ختم قرآن
90 منٹ (ڈیڑھ گھنٹہ) روزانہ	تین پارے	تین ختم قرآن
120 منٹ (دو گھنٹے) روزانہ	چار پارے	چار ختم اور آٹھ سپارے
150 منٹ (اڑھائی گھنٹے) روزانہ	پانچ پارے	چھ ختم قرآن

اگر مستقل مزاجی سے تلاوت کی جائے تو اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔

## 6: توبہ واستغفار کی فضیلت:

ہم فرشتے بھی نہیں کہ کبھی ہم سے گناہ نہ ہو اور ہمیں شیطان کی طرح ہمیشہ گناہ بھی نہیں کرتے رہنا چاہیے بلکہ اگر گناہ ہو جائے تو توبہ استغفار کرنی چاہیے تاکہ آئندہ کے لیے ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں سے بچ سکیں۔ تاہم اگر بار بار بھی توبہ ٹوٹ جائے تب بھی ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ، لَا أَبْرُحُ أَعْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ. قَالَ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي . (مسند احمد)

شیطان نے (بارگاہ الہی میں) کہا: (اے باری تعالیٰ!) مجھے تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک ان کی جسموں میں روحيں باقی رہیں گی گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: مجھے بھی اپنی عزت اور جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے یعنی بخشش مانگتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں تو وہ اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ اے اللہ میں تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ کہے تو ان لغو باتوں سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔“ (جامع الترمذی)

## 7: صدقہ و خیرات کی فضیلت:

رمضان المبارک میں جہاں اور اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے اسی طرح صدقہ و خیرات کا اجر و ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ چند احادیث مبارک پیش خدمت ہیں:

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. (صحیح البخاری: ج 1 ص 3 باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو د و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے تھے، آپ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں باورِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں صدقہ کرنا افضل ہے۔ (جامع الترمذی)

نوٹ: اس مہینہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور وجوبی صدقات تو ادا کرنا تو انسان کے ذمہ ہیں ان کے ساتھ ساتھ کوشش کرنی چاہیے کہ نفلی صدقات کا اہتمام بھی کیا جائے۔ کسی نادار روزہ دار کا روزہ افطار کرنا، کسی محتاج کی مدد کرنا، کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا،

یتیم اور یتیموں کا خیال رکھنا وغیرہ ایسی نیکیاں ہیں کہ انسان ان کو اس ماہ مقدس میں ضرور ادا کرے۔

### 8: صبر و تحمل کی فضیلت:

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ صبر و تحمل تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں۔ صبر میں غصہ اور اشتعال کو روکا جاتا ہے اور تحمل میں غصہ اور اشتعال کو برداشت کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں روزوں کی وجہ سے خشکی آ جاتی ہے اور مزاج میں چڑچڑاہٹ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے ایسے موقع پر اپنے آپ پر قابو پانا اور صبر سے کام لینا بہت ضروری ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ پر قابو پانے والے بردبار اور حلیم مزاج شخص کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے: لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب۔ پہلوان وہ شخص نہیں جو غصے کے وقت لوگوں کو پچھاڑ ڈالے بلکہ پہلوان تو وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرے۔

### 9: نوافل کی فضیلت:

جیسا کہ حدیث پاک میں یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ آچکی ہے کہ رمضان المبارک میں نوافل کا ثواب فرضوں کے ثواب تک جا پہنچتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ فرائض کے علاوہ سنن اور نوافل کا بھی ذوق شوق سے اہتمام کریں۔ تہجد، اشراق، چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور اوامین وغیرہ کو اپنا معمول بنائیں (تفصیل کیلئے راقم کی کتاب: ”نماز اہل السنۃ والجماعت“ ملاحظہ فرمائیں) نوٹ: رمضان المبارک کی اہم عبادات میں سے تراویح، لیلة القدر، صلوة التسبیح، زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی ادائیگی وغیرہ پر مستقل مضامین آگے آرہے ہیں۔

## مسائل روزہ

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

عوام کو چاہیے کہ رمضان المبارک بالخصوص روزہ اور تراویح کے مسائل جاننے کے لیے اپنے قریبی علماء کرام سے رابطہ رکھیں۔ بسا اوقات کسی بات کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ وہ بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ کسی بات کو معمولی سمجھتے ہوئے کر ڈالتے ہیں حالانکہ اس سے بہت بڑی نیکی ضائع ہو جاتی ہے اور گناہ گلے پڑ جاتا ہے۔ بالخصوص روزے کے مسائل میں غفلت برتی جاتی ہے اس لیے روزے کے احکام و مسائل کو مستقل طور پر لکھ دیا ہے تاکہ رمضان المبارک کی اہم عبادت ضائع ہونے سے بچ جائے۔

کوشش یہ کی گئی ہے کہ روزے کے اہم چیدہ چیدہ مسائل لکھے جائیں تاہم اگر کوئی ایسی بات پیش آتی ہے جو ہم یہاں درج نہیں کر سکے تو فوراً اپنے قریبی عالم / دارالافتاء سے رجوع فرمائیں۔

**مسئلہ 1:** رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزہ کی نذرمان لے لے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عیدین کے دن اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

**مسئلہ 2:** طلوع فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزے کی نیت سے کھانا اور پینا چھوڑ دیں اور خاوند و بیوی ہمستر بھی نہ ہوں شریعت میں اس کو ”روزہ“ کہتے ہیں۔



مسئلہ 3: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سارا دن کچھ کھانا نہ پیانا بہتر ہو تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے کہ ”وَصَوْمُ غَدَنُیْت“ تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ 4: اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھانا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ 5: شریعت میں روزہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعض لوگ سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہیے، یہ خیال غلط ہے جب تک صبح صادق نہ ہو کھاپی سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں یا ابھی تک نہ کی ہو۔

مسئلہ 6: رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ 7: شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھیں اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر بادل ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں، روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کریں۔

مسئلہ 8: انتیسویں تاریخ کو (بادل یا گرد کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھیں ہاں اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھیں۔

### جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

مسئلہ 1: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لے یا پی لے یا بھولے سے خاوند و بیوی ہمبستر ہو جائیں تو ان کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر کر بھی کھاپی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھاپی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ 2: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی طاقت نہ رکھتا ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے، کھانے دیوے۔

مسئلہ 3: تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ 4: اگر پان کھا کر خوب کلی غرغہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ 5: ناک کو اتنے زور سے سُترک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سُترک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

مسئلہ 6: خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ 7: اگر زبان سے کوئی چیز پچھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن خواہ مخواہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک

وغیرہ درست نہ ہوا تو غصہ ہو گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔  
**مسئلہ 8:** کسی چیز کو اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔  
**مسئلہ 9:** مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی، اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضاء لازم ہے / کفارہ نہیں:

**مسئلہ 1:** کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق میں اتر گئی (روزہ فاسد ہو گیا قضاء واجب ہوتی ہے)

**مسئلہ 2:** روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بغیر ارادے کے پانی حلق میں اتر گیا۔

**مسئلہ 3:** اپنے آپ ہی قے آگئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

**مسئلہ 4:** تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصد اُلٹا لیا تو روزہ ٹوٹ جاتا۔

**مسئلہ 5:** اگر کسی کو قے آگئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصد اُلٹا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

**مسئلہ 6:** دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جب کہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، اگر منہ سے نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ 7: ناک میں ناس لینا۔

مسئلہ 8: دانتوں میں سے نکلا ہوا خون نکل گیا جب کہ خون تھوک سے زیادہ ہو۔

مسئلہ 9: بھول کر کچھ کھاپی لیا پھر یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔

مسئلہ 10: یہ سمجھ کر کے ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد کھایا یا پیتا یعنی صبح صادق ہو چکی تھی۔

مسئلہ 11: ابر یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا۔

مسئلہ 12: رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں کوئی روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا۔

مسئلہ 13: عورت نے روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا پھر اسی دن حیض آگیا یا بیمار ہو گئی یا بے ہوشی آگئی۔

مسئلہ 14: کسی عورت کو دیکھا اور سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور کھاپی لیا۔

مسئلہ 15: عورت کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا، چمٹ گیا، انزال ہو گیا تو روزے کی قضا واجب۔ حالت اکراہ میں روزہ توڑنے سے محض قضاء لازم کفارہ نہیں۔

مسئلہ 16: روزہ رکھنے کی صورت میں مرض کی شدت یا مدت مرض میں اضافے کا ظن غالب ہو تو توڑنا جائز ہے اور قضاء واجب ہے۔

مسئلہ 17: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ 18: لوبان (ایک قسم کی گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے) وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سو نگھا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ 19: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں

کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں۔

**مسئلہ 20:** روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر اس روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

**مسئلہ 21:** کونکہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن (ٹوٹھ پیسٹ) سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا۔

**مسئلہ 22:** کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر جان بوجھ کر کچھ کھایا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

**جن صورتوں میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں:**

**مسئلہ 1:** ایسی چیز جو غذا یا دوا کے طور پر لذت کے لیے استعمال کی جاتی ہے جان بوجھ کر کھاپی لی تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

**مسئلہ 2:** جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں جماع (ہمبستری) کر لی۔

**مسئلہ 3:** سرمہ لگایا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔

**مسئلہ 4:** مسواک کیا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔

**مسئلہ 5:** غیبت کی اور پھر سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔

**مسئلہ 6:** اگر کوئی مرد کسی عورت کو جماع (ہمبستری) پر مجبور کرے اور پیش قدمی مرد

کی جانب سے ہو تو مرد پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اور عورت پر صرف قضا لازم

ہے، نیز ابتداء میں عورت راضی نہ ہو اور بعد میں راضی ہو جائے اس وقت بھی عورت پر صرف قضاء ہوگی، کفارہ نہیں۔

مسئلہ 7: عورت اگر کسی نابالغ بچے یا مجنون و پاگل سے صحبت کرائے تو عورت پر کفارہ لازم ہے۔

مسئلہ 8: عورت نے یہ جان کر کے آج مجھ کو حیض آئے گا روزہ توڑ دیا پھر حیض نہیں آیا تو قضاء اور کفارہ لازم ہے۔

مسئلہ 9: اگر ایسی چیز کھالی یا پی لی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ 10: روزے کی حالت میں حقہ پینے یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہو تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

نوٹ: قضاء کا مطلب یہ ہے کہ روزہ دوبارہ رکھے۔ اور کفارے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے یا پھر لگاتار (بغیر ناغے کے) دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ ان دو ماہ کے دوران اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوڑ دیا تو دوبارہ پھر سے شروع کرے، البتہ عورت حیض کے دنوں میں روزہ نہیں رکھے گی حیض ختم ہونے کے بعد پھر سے شروع کر دے گی۔ اور حیض کی وجہ سے عورت کا تسلسل ختم نہیں ہوگا۔

ایک گزارش: علماء کرام / ائمہ مساجد / خطباء کرام رمضان المبارک میں لوگوں کو رمضان، روزہ، تلاوت قرآن، ذکر اذکار کے فضائل کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کے اہم مسائل تہجد، تراویح، وتر، لیلیۃ القدر، قضائے عمری، صدقہ فطر اور زکوٰۃ وغیرہ بھی سمجھائیں۔

## تراویح کے چند متفرق مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

تراویح کی رکعات کا مسئلہ:

سوال: نماز تراویح کی رکعات کتنی ہیں؟

جواب:

تراویح کی 20 رکعات ہیں، چند احادیث درج ذیل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 284 باب کم یصلی فی رمضان من رُتوۃ الجمع الکبیر)

للطبرانی ج 5 ص 433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص 218 رقم 653)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةَ وَعَشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرِ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للہی ص 317، فی نسخہ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض) بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ أَبَا بَرْزَةَ كَعْبَ بْنَ كَعْبٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ ..... فَصَلَّى بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً. (مسند أحمد بن منبج بحوالہ اتحاد الخيرة المبررة ج 2 ص 424)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھاؤں..... تو میں نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بَعْشَرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْبَيْتَيْنِ، وَكَانُوا آيَتُو كَوْنَ عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496 باب ما رُوِيَ فِي عِدَّةِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (صحابہ کرام باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَمَرَ الَّذِي يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُزِيلُ أَوْحَ مَا بَيْنَهُمَا كُلِّ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ.

ترجمہ: امام زید رحمہ اللہ اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور یہ کہ سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُصَلِّي بِنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّي عَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِ



(قیام اللیل للمروزی ص 157)

بِشَلَاثٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو ابھی رات باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی امام اعش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

اجماع امت:

1: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلَى أَنَّ التَّارَاجِجَ عَشْرُونَ رُكْعَةً. (مرقاۃ المفاتیح: ج 3 ص 346 باب قیام شہر رمضان - الفصل الثالث)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے۔

2: محدث علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِعْلَمُوا أَنَّ صَلَاةَ التَّارَاجِجِ سُنَّةٌ بِإِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَهِيَ عَشْرُونَ رُكْعَةً.

(کتاب الاذکار ص 226 باب اذکار صلاة التراويح)

ترجمہ: نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

تسبیح تراویح کا مسئلہ:

سوال: تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد تسبیح تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

جواب:

فقہ حنفی کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ دو ترویجہ کے درمیان نمازی کو اختیار ہے چاہے تو تسبیح کرے، چاہے حمد و ثناء کرے اور اگر چاہے تو سکوت اختیار کرے اور اگلی رکعات کا انتظار کرے۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: قَوْلُهُ: وَبِجَلْسِ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيجَتَيْنِ مَقْدَارَ تَرْوِيجَةٍ وَذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ وَهُمْ

بِالْخِيَارِ فِي ذَلِكَ الْجُلُوسِ إِنْ شَاءَ وَاسْبَحُونَ أَوْ يَهْلِلُونَ أَوْ يَنْتَظِرُونَ سَكُوتًا.

(الجوهرة النيرة: ص 385)

ترجمہ: تراویح کی چار رکعت کے بعد بیٹھنا: یہ مستحب ہے اور نمازیوں کو اختیار ہے چاہیں تو اس بیٹھنے کے دوران تسبیح کرتے رہیں، لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے رہیں یا محض خاموش بیٹھے رہیں۔

2: والانتظار بین کل ترویحتین مستحب بقدر ترویحة عند أبي حنيفة رحمه الله. وعليه عمل أهل الحرمين، غير أن أهل مكة يطوفون بين كل ترویحتين أسبوعاً، وأهل المدينة يصلون بدل ذلك أربع ركعات، وأهل كل بلدة بالخيار يسبحون أو يهملون أو ينتظرون سكوتاً. (المحيط البرهاني: ج 2 ص 181)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر انتظار مستحب ہے اور اسی پر اہل حرمین شریفین کا عمل ہے، فرق یہ ہے کہ مکہ والے اس دوران سات چکر لگا لیتے اور مدینہ والے اس کے بدلے چار رکعت نفل پڑھ لیتے، باقی ہر شہر والوں کو اختیار ہے چاہیں تو اس بیٹھنے کے دوران تسبیح کرتے رہیں، لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے رہیں یا محض خاموش بیٹھے رہیں۔

نوٹ: ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر انتظار واستراحت کرنا یہ محض فقہ حنفی کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ خلیفہ راشد کے عمل سے ثابت ہے۔ چنانچہ روایت میں وارد ہے:

حدثني زيد بن علي عن ابيه عن جده عن علي انه امر الذي يصلي بالناس صلاة القيام في شهر رمضان ان يصلي بهم عشرين ركعة يسلم في كل ركعتين ويرأوح مابين كل أربع ركعات فيرجع ذوا الحاجة ويتوضأ الرجل وان يوتر بهم من آخر الليل حين الانصراف. (مسند الامام زيد ص 159، 158)

ترجمہ: امام زید رحمہ اللہ اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد اتنا آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

ما قبل کی وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ اس دوران کوئی بھی تسبیح پڑھی جاسکتی ہے یا خاموش بیٹھا جاسکتا ہے۔ آج کل جو تسبیح کی جاتی ہے وہ بھی پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ صرف اسی کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ رہا اس کی فضیلت کا سوال تو کتب احادیث میں اس کے الفاظ کا ثبوت اس صورت میں ملتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ بِحِرَا مِنْ نُورٍ حَوْلَهُ مَلَائِكَةٌ مِنْ نُورٍ عَلَى خَيْلٍ مِنْ نُورٍ بِأَيْدِيهِمْ حِرَابٌ مِنْ نُورٍ يَسْبِحُونَ حَوْلَ ذَلِكَ الْبَحْرِ سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ فَمَنْ قَالَهَا فِي يَوْمٍ أَوْ شَهْرٍ أَوْ سَنَةٍ مَرَّةٍ أَوْ فِي عَمْرَةٍ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُهُ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ أَوْ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ أَوْ فَرَسٍ مِنَ الزَّحْفِ (الدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَنَسٍ).

(جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي: رقم الحديث 1587)

امام نووی رحمہ اللہ نے اللہم أجزنا من النار کے انکار کرنے والوں کا خوب رد کرتے ہوئے اسے ثابت بالسنتہ مانا ہے۔

(الاذکار للنووی: ص 384)

فائدہ: دعا کے الفاظ میں صیغے کی تبدیلی کی شرعاً گنجائش موجود ہے۔ جیسا کہ تلبیہ کے الفاظ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی معمولی اضافے کا ثبوت کتب حدیث میں ملتا ہے۔

## تراویح میں ختم قرآن:

**سوال:** تراویح میں قرآن مکمل کرنے کی کیا شرعاً حیثیت ہے؟ آیا ایک سے زائد مرتبہ بھی تراویح میں قرآن ختم کیا جاسکتا ہے؟

**جواب:**

تراویح میں ایک بار مکمل قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، اس کو چھوڑنے والا تارک سنت کہلائے گا۔ ہاں ایک سے زائد مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا باعث سعادت و ثواب ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ أَقَمَ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ فَلْيَأْخُذْ بِهِمُ الْيُسْرَ فَإِنْ كَانَ بَطِيئَ الْقِرَاءَةِ فَلْيَخْتِمِ الْقُرْآنَ خَتْمَةً وَإِنْ كَانَ قِرَاءَةً بَيْنَ ذَلِكَ، فَخَتْمَةً وَنُصْفًا وَإِنْ كَانَ سَرِيعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَيْنِ. (مصنف ابن ابی شیبہ: ج 5 ص 222 باب فی صلاة رمضان)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قرأت آہستہ ہو تو ایک قرآن کریم کا ختم کرے، قرأت کی رفتار درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز قرأت کر سکتا ہو تو پھر دوبار قرآن کا ختم کرے۔

قَالَ الْإِمَامُ الْفَقِيهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَصَكْفِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: (وَالْخَتْمُ مَرَّةً سُنَّةٌ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيلَةٌ وَثَلَاثًا أَفْضَلُ وَلَا يُتْرَكُ) الْخَتْمُ (لِكَسَلِ الْقَوْمِ).

(الدر المختار للحصكفي: ج 2 ص 601 کتاب الصلاة، بحث صلاة التراويح)

ترجمہ: امام محمد بن علی الحصکفی فرماتے ہیں: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت، دوبار فضیلت اور تین بار افضل ہے، قوم کی سستی کی وجہ سے چھوڑا نہ جائے۔

السُّنَّةُ فِي التَّارَوِيحِ اِتِّمَامُهَا وَخَتْمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكَسَلِ الْقَوْمِ.

(فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 130 فصل فی التراويح)

ترجمہ: تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے، لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔

تراویح میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: کیا تراویح میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

جواب: تراویح میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أُمَيُّوُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ نَقُومَ النَّاسُ فِي الْمُصْحَفِ. (کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص 711 باب هل يوم القرآن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر پڑھائیں۔

عَنْ جَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَمَّهُ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 5 ص 89 باب من کرہہ [ای الامامۃ بالقراءۃ فی المصحف])

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی امام بنے اور قرآن دیکھ کر پڑھائے۔

نابالغ کی امامت کا مسئلہ:

سوال: کیا نابالغ بچے کے پیچھے تراویح ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: نابالغ بچے کے پیچھے تراویح ادا کرنا جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أُمَيُّوُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ نَقُومَ النَّاسُ فِي الْمُصْحَفِ، وَنَهَانَا أَنْ يُؤَمَّنَا إِلَّا الْمُحْتَلِمُ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص 711 باب هل يوم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر پڑھائیں اور ہمیں یہ حکم دیا کہ بالغ امامت کروائیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَا يُؤْمَرُ الْعُلَمَاءُ حَتَّى تَحِبَّ عَلَيْهِ الْحُدُودُ.

(نیل الاوطار للشوکانی: ج 3 ص 176 باب ماجاء فی امامۃ الصبی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچہ امامت نہ کرائے جب تک اس قابل نہ ہو جائے کہ اس پر حدود لگ سکیں (یعنی بالغ ہو جائے)۔

### تراویح کی اجرت کا مسئلہ:

سوال: کیا حافظ قرآن کے لیے تراویح کا معاوضہ لینا جائز ہے؟ رقم طے کر کے تراویح پڑھانا کیسا ہے؟ اگر مقتدی اپنی خوشی سے ہدیہ دیں تو امام کے لیے لینا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہمارے محققین اکابر اور دورِ حاضر کے مستند مفتیان کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ تراویح کا معاوضہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے اور رقم طے کر کے تراویح پڑھانا بھی جائز نہیں ہاں اگر لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا کوئی حافظ نہ ملے تو تراویح پڑھانے والے کو ماہ رمضان میں نائب امام بنایا جائے، اس کے ذمے ایک یا دو نماز مقرر کر دی جائے اور معقول تنخواہ طے کر دی جائے۔ اگر پہلے سے وہی امام مقرر ہے اور تراویح بھی اسی نے پڑھانی ہے تو اس کی تنخواہ میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا جائے تو جائز ہوگا، کیونکہ امام کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ امام کو چاہیے کہ اللہ کی رضا کی خاطر پڑھائے۔ معاوضہ طے بھی نہ کرے، لینے کی نیت بھی نہ رکھے، تاہم مقتدیوں میں سے کوئی امام صاحب کو ہدیہ دینا چاہے تو امام کے لیے ہدیہ لینے کی گنجائش ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

## کیا بعض ائمہ احناف آٹھ تراویح کے قائل تھے؟

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

سوال:

آج کل بعض غیر مقلدین کی طرف سے یہ سننے میں آرہا ہے کہ بعض حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اور ان قائلین میں بڑے بڑے حضرات علماء ہیں مثلاً: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابن ہمام رحمہ اللہ، علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ، علامہ سیوطی رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ وغیرہ یہ تمام حضرات آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اور بطور دلائل کے یہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مثلاً امام ابو حنیفہ کے متعلق یہ حوالہ دیتے ہیں:

1: عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ عن ابی جعفر ان صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل كانت ثلاث عشرة رکعة منہن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ؛ ابو جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعتیں ہوا کرتی تھی جس میں تین وتر اور دو فجر کی سنتیں شامل تھیں (مسند امام اعظم ص 187 باب التہجد)

2: امام ابن ہمام کے بارے میں کہتے ہیں:

امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا والی حدیث سے نتیجہ نکالا ہے: فتحصل من هذا کله قیام رمضان سنتہ احدی عشر رکعة بالوتر فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ج 1 ص 334 طبع مصر)

حاصل بحث یہ ہے کہ نماز تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہی سنت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قدر نماز تراویح ادا کی۔ قال ابن ہمام ان ثمانیۃ رکعات سنۃ مؤكدة۔ (العرف الثانی ج 1 ص 166)

3: علامہ ابن نجیم حنفی: ابن نجیم المصری حنفی اپنی کتاب ”بحر الرائق“ میں فرماتے ہیں: وقد ثبت ان ذلك كان احدى عشرة ركعة بالوتر كما ثبت في الصحيحين من حديث عائشة فيكون المسنون على اصول مشأخنا ثمانية منها۔ (بحر الرائق ج 2 ص 66)

4: امام طحاوی نے بھی در مختار میں یہی لکھا ہے جو ابن ہمام سے منقول ہے۔

5: ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعلم انه لم يوقت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في التراويح عدداً معيناً بل لا يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

6: علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وكان النبي صلى الله عليه وسلم قيامه بالليل هو وتره يصلي بالليل في رمضان وغيره احدى عشر ركعة۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لم يثبت انه صلى الله عليه وسلم صلى عشرين ركعة والوجه الثاني انه قد ثبت في صحيح البخاري وغيره ان عائشة سئلت عن قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فقالت ما كان يزيد رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة۔ (المصابيح في الصلوة التراویح ص 603)

7: مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر باجماعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین راتوں سے زیادہ منقول نہیں اس لئے کہ امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔

(مجموع فتاویٰ ج 1 ص 354)



8: سید محمد انور شاہ کشمیری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی ثابت ہے کہ حضور کی تراویح آٹھ رکعات ہے: ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات۔

(العرف الشذی ج 1 ص 101، 166)

9: مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی رحمہ اللہ کشف الغطاء تعلیق مؤطا مالک ص 96 میں لکھتے ہیں قال الکرمانی اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلوة التراويح کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بالاتفاق قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے۔ ما جاء فی قیام شہر رمضان ویسمی التراويح کہا تقدم قال الکرمانی اتفقوا اعلی ان المراد بقیام رمضان التراويح وبہ جزم النووی وغیرہ۔ (ص 97 کشف الغطاء) یہ وہ مذکورہ حوالا جات ہیں جن کے پیش نظر کہتے ہیں کہ حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے۔ مذکورہ بالا حوالوں کی روشنی میں وضاحت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا واقعی ان حضرات کا یہی موقف تھا جو اوپر بیان ہوا یا۔۔۔؟

السائل کاشف احمد، گجرات

### الجواب بعون الوہاب:

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے آپ نے سوال میں جن بعض اکابر کے نام لیے ہیں یقیناً وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے ہیں اور جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں اللہ ہم سب کا انہی کے ساتھ تعلق قائم و دائم رکھے۔

1: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک:

مسند امام اعظم سے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی

ہے وہ تہجد کے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے۔ خود حدیث میں صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کے الفاظ موجود ہیں جن کا معنی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی اور رات کی نماز سے مراد تہجد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تیرہ رکعات ہوتی تھی و تر بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔

حدیث مبارک میں لفظ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب تو نماز تہجد کی رکعات ثابت کر رہے ہیں نہ کہ نماز تراویح کی۔

مناسب ہے کہ آپ کے سامنے امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک بھی نقل کر دیا جائے تاکہ بات کھل کر سامنے آجائے۔ کتاب الآثار لابی یوسف میں روایت موجود ہے ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم ان الناس كانوا يصلون خمس ترويجات في رمضان۔ ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک لوگ رمضان میں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعات پڑھاتے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے: التراویح سنة مؤكدة للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا وهذا روى الحسن عن ابي حنيفة رحمه الله انها سنة لا ينبغي تركها.... وقد واظب عليها الخلفاء الراشدون رضى الله عنهم وقال عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء من بعدى۔

(فتاویٰ قاضی خان برہامش فتاویٰ عالمگیریہ ج 1 ص 332)

ترجمہ: نماز تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ہر دور کے اخلاف (بعد والوں) نے اپنے

اسلاف (پہلے والوں) سے اس کو توارث سے پایا ہے اور اسی طرح حسن رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک تراویح سنت ہے اس کو چھوڑنا، نامناسب ہے، پھر لکھتے ہیں: مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی رحمہ اللہ ماروی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ قال القیام فی شہر رمضان سنة لا ینبغی ترکھا یصلی اهل کل مسجد فی مسجدہم کل لیلۃ سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویجات بعشر تسلیمات یسلم فی کل رکعتین۔

(فتاویٰ قاضی خان ص 234)

ترجمہ: تراویح کی مقدار ہمارے اصحاب و امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو حسن رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے فرمایا قیام رمضان (تراویح) سنت ہے اس کو ترک کرنا، نامناسب ہے۔ ہر مسجد والے اپنی مسجد میں ہر رات وتروں کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھیں۔ پانچ ترویجے۔ دس سلاموں کے ساتھ اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیں۔

بدایۃ المجتہد میں ہے: فاختار مالک فی احد قولیه وابو حنیفۃ والشافعی و احمد و داؤد رحمہم اللہ القیام بعشرین رکعة سوی الوتر۔

(بدایۃ المجتہد ج 1 ص 210)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور داؤد ظاہری نے بیس رکعات تراویح کا قیام پسند کیا ہے، سوائے وتر کے۔

رحمۃ الامۃ میں ہے:

فالمسنون عند ابی حنیفۃ والشافعی و احمد رحمہم اللہ عشرون رکعة۔

(رحمۃ الامۃ ص 23)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مسنون تراویح بیس رکعات ہیں۔

محترم قارئین! فقہ حنفیہ کے تمام متون اور شروحات میں التراويح عشرون رکعات اور خمس ترویجات کی تصریح موجود ہے لیکن اتنی بڑی تصریحات کے باوجود معترضین کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نام پر عوام الناس کو دھوکہ دینا اور ان کی طرف آٹھ رکعات تراویح کی جھوٹی نسبت کرنا نہایت تعجب خیز ہے اور حیران کن۔

## 2: امام ابن ہمام رحمۃ اللہ کا شاذ قول:

محترم قارئین مذکرہ بالا امام ابن ہمام کے قول کی حیثیت شاذ اور مرجوح ہے اور ان کا ذاتی تفرد ہے ہمارے علماء اہل السنۃ اس کی تصریح بارہا کر چکے ہیں کہ شاذ اور تفردت کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے عظیم شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا فرماتے ہیں: لاعبرة بأبحاث شیخنا یعنی ابن الہمام التی خالفت المنقول یعنی فی المذہب۔

(شامی ج 1 ص 225)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

باقی معترضین کا یہ کہنا کہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں یہ بات سراسر بددیانتی ہے کیونکہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی پوری امت کی طرح بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ثم استقر الامر علی العشرين فإنه المتوارث۔

(فتح القدیر ج 1 ص 407)

یعنی بالآخر تراویح کے مسئلہ نے بیس رکعات پر استقرار پکڑا پس عمل تو ارث کے ساتھ چلا آرہا ہے۔

امام ابن ہمام رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے ہی قائل ہیں البتہ ان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو مستحب سمجھنا اور تہجد و تراویح کی الگ الگ حدیثوں کو ایک دوسرے کا معارض سمجھنا شاذ، خلاف اجماع ہے اور تفرد ہے۔

اہل السنۃ والجماعت کا اصول ہے: وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جہل و خرق للجماع۔

(در مختار ج 1 ص 31)

یعنی قاضی کا حکم کرنا یا مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ یعنی باطل اور حرام ہے۔

**3: امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:**

ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی معترضین ان کی ایک عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے حالانکہ امام ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قوله عشرون ركعة "بيان لكميتها وهو قول الجمهور لها في المؤطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب رضي الله عنه بثلاث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً۔

(المحرر الرائق شرح كنز الدقائق ج 2 ص 66)

**ترجمہ:** مصنف کا قول ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لئے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23 رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

#### 4: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی دوسرے علماء احناف کی طرح بیس کے قائل ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر تواتر کے ساتھ اجماع ہے۔

(طحاوی ج 1 ص 468)

#### 5: ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نام سے جو عبارت پیش کی گئی وہ عبارت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نہیں بلکہ انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ حنفی بذات خود بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: لکن اجمع الصحابة على ان التراويح عشرون ركعةً یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے۔

(مرقاۃ ج 3 ص 194)

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح نقایہ ص 104 میں بھی بیس رکعات تراویح پر اجماع نقل کیا ہے۔

#### 6: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں، چنانچہ امام موصوف، علامہ سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ومذهبنا ان التراويح عشرون ركعة لما روى البيهقي وغيره بالا سند

الصحيح عن السائب بن يزيد الصحابي رضى الله تعالى عنه قال كنا نقوم على عهد عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه بعشرين ركعة والوتر -

(الحاوی للفتاویٰ ج 1 ص 350)

اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح میں رکعات ہے اس لیے کہ بیہقی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ پھر لکھا ہے: استقر العمل علی هذا - یعنی بالآخر بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہوا یعنی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعات پر اتفاق اور اجماع کیا ہے۔

اور پھر بعض لوگ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو اپنا ہم خیال سمجھ کر ان کی یہ عبارت نقل کر دیتے ہیں: واما ما رواه ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرين رکعة والوتر فاسنادہ ضعیف وقد عارضه حدیث عائشة هذا الذی فی الصحيحین مع کو نہا اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلا من غیرها واللہ اعلم۔

(فتح الباری ج 4 ص 319)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مسئلہ تراویح میں امام شافعی رحمہ اللہ کے سچے پیروکار تھے اور شافیعہ کا بیس رکعات تراویح پر اتفاق چلا آرہا ہے۔

امام موصوف: امام رافعی رحمہ اللہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں: انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرين رکعة لیلین فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمع الناس فلم یخرج الیہم ثم قال من الغد خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیعونہا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”متفق علی صحۃ“ اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

(تلخیص الجیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ج 1 ص 540)

معلوم ہوا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک جس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔

7: علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک :

آپ کے مجموعہ فتاویٰ سے سوال اور جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: حنفیہ بست رکعت تراویح سوائے وتر میخوانند و در حدیث صحیح از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارد شدہ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ پس سند بست رکعت چیست؟

جواب: روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان و غیر رمضان یکساں بود و غالباً بعد یازدہ رکعت مع الوتر بر سند و دلیل بریں محل آنست کہ راوی ایں حدیث ابو سلمہ است در نیہ ایں حدیث میگوید قالت عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنام قبل ان توتر قال یا عائشہ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواہ البخاری و مسلم و نماز تراویح در عرف آں وقت قیام رمضان مے گفتند و حد صحاح ستہ بروایات صحیحہ مرفوعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعین عدد قیام رمضان مصرح نشدہ این قدر ہست کہ قالت عائشہ کان رسول اللہ یجتہد فی رمضان مالا یجتہد فی غیرہ رواہ مسلم لیکن در مصنف ابن ابی شیبہ و سنن بیہقی بروایت ابن عباس وارد شدہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



یصلیٰ فی رمضان جماعة بعشرین رکعة والوتر و رواه البيهقي في سننه بأسناد صحيح  
عن السائب بن يزيد قال كانوا يقولون في عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه في  
شهر رمضان بعشرین رکعة۔

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ ص 58, 59)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرما  
رہے ہیں کہ بیس رکعات تراویح صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور امی عائشہ صدیقہ  
رضی اللہ عنہا والی روایت تہجد پر محمول ہے پھر بھی ان کے نام لے کر یہ کہنا کہ وہ آٹھ  
رکعات تراویح کے قائل تھے بہر حال ہماری سمجھ سے دور ہے۔

مولانا موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: ان مجموع عشرین رکعة  
فی التراویح سنة مؤكدة لانه مما واطب عليه الخلفاء وان لم يواظب عليه النبي  
صلى الله عليه وآله وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ايضاً لازم الاتباع وتاركها  
أثم وان كان أثمه دون أثم تارك السنة النبوية فمن اكتفى على ثمان ركعات  
يكون مسيئاً لتركة سنة الخلفاء وان شئت ترتب عليه على سبيل القياس فقل  
عشرون ركعة في التراویح مما واطب عليه الخلفاء الراشدون وكل ما واطب عليه  
الخلفاء سنة مؤكدة ثم ترضه مع ان كل سنة مؤكدة يأثم تاركها فينتبع  
عشرون ركعة يأثم تاركها و مقدمات هذا القياس قد اثبتنا ها في الاصول  
السابقة۔

(تحفة الانوار فی احیاء سنتہ سید الابرار ص 209)

ترجمہ: تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفائے  
راشدین نے مداومت کی ہے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت  
نہیں کی اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس

کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ بر اکام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کر دی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو بیس رکعات تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنت مؤکدہ ہے لہذا بیس رکعات تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے پھر اس کے ساتھ یہ بھی ملاؤ کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہو گا۔ اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔

قارئین! مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھ کر باقی رکعتوں کو چھوڑنے والا گنہگار ہے کیونکہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: فمودی ثمان رکعات یکون تارکاً للسنة المؤکدة۔

(حاشیہ ہدایہ ج 1 ص 131 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک (گناہ گار) ہے کیونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کرنا گناہ ہے۔

علاوہ ازیں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھا: بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے اور نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

8: علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

امام العصر خاتم الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری خود بیس تراویح کے قائل ہیں اور آٹھ رکعات پڑھنے والے کو سواد اعظم (اہل السنۃ والجماعت) سے خارج سمجھتے

ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: واما من اکتفى بالركعات الثمانية وشذ عن السواد الاعظم وحبل يرميهم بالبدعة فلير عاقبة۔

(فيض الباری شرح صحیح بخاری ج 3 ص 181)

یعنی جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفا کر کے سواد اعظم سے کٹ گیا اور سواد اعظم کو بدعتی کہتا ہے وہ اپنا انجام سوچ لے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: لم يقل احد من الائمة الاربعة بأقل من عشرين ركعة في التراويح واليه جمهور الصحابة رضي الله عنهم ... وقال ابن همام ان ثمانية ركعات سنة مؤكدة وثنتي عشر ركعة مستحبة ومأقال بهذا احد اقول ان سنة الخلفاء الراشدين ايضاً يكون سنة الشريعة لها في الاصول ان السنة سنة الخلفاء وسنة عليه السلام وقد صح في الحديث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فيكون فعل الفاروق الاعظم ايضاً سنة... ففي التاتارخانية سئل ابو يوسف ابا حنيفة رحمه الله ان اعلان عمر بعشرين ركعة هل كان له عهد منه عليه السلام قال ابو حنيفة رحمه الله ما كان عمر مبتدعاً اي لعله يكون له عهد فدل على ان عشرين ركعة لا بدله من ان يكون لها اصل منه عليه السلام... واستقر الامر على عشرين ركعة۔

(العرف الشذی علی هامش الترمذی ج 1 ص 99، 100)

ترجمہ: ائمہ اربعہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ نماز تراویح میں رکعات سے کم ہے اور اسی طرف جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم گئے ہیں اور ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو کہا ہے کہ آٹھ رکعات سنت مؤکدہ ہے اور بارہ رکعات مستحب ہے اور یہ بات کسی اور نے نہیں کہی (یعنی ابن ہمام رحمہ اللہ کا تفرد ہے)

خلفاء راشدین کی سنت بھی شریعت کی سنت ہے کیونکہ اصول میں ہے حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت، سنت ہے اور یہ بات صحیح حدیث میں ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، فاروق اعظم کا عمل بھی سنت ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیس رکعات تراویح کا اعلان کیا ہے کیا انہوں نے اس کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) مبتدع نہیں تھے یعنی شاید ان کے پاس اس کا علم تھا یہ بات دلالت کرتی ہے کہ لامحالہ بیس رکعات تراویح کی اصل خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور تراویح کا استقرار بیس رکعات پر ہے۔

### 9: مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

مولانا موصوف بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں: والظاهر عندی مارحہ ابن عبدالبر لان جل المر وایات نص فی انها کانت عشرین رکعة۔  
(کشف الغطاء حاشیہ موطا امام مالک ص 98)  
میرے نزدیک بھی بات وہی ہے جس کو ابن عبدالبر نے ترجیح دی ہے بیس رکعات تراویح کیونکہ بڑی بڑی روایات اس بارے میں واضح ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ علمائے اہل السنۃ والجماعت بالخصوص علمائے احناف کو آٹھ رکعات تراویح کا قائل ماننا سراسر ناانصافی ہے۔ تمام علمائے احناف کثر اللہ سواد ہم امت مرحومہ کے اجماعیت کو تسلیم کرتے ہوئے 20 رکعات تراویح ہی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں کے نقش قدم پر چلائے۔

## وتر کے مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

بد قسمتی کیسے! بعض لوگوں نے گویا قسم اٹھا رکھی ہے کہ اہل السنۃ والجماعت کی مخالفت ہر حال کرنی ہی کرنی ہے۔ چنانچہ عقائد ہوں یا مسائل۔ انہوں نے الگ سے اپنی راہ نکالی ہے، بالخصوص نماز کے اہم مسائل میں امت میں انتشار اور افتراق اس طبقے کی خاص پہچان ہے۔ رمضان میں تراویح اور تہجد کو ایک کہنا، رکعات تراویح میں آٹھ پر ضد کرنا اور نماز وتر میں چند درج ذیل مقامات پر اختلاف کرنا۔

1: وتر کا حکم

2: تعداد رکعات وتر

3: کیفیت وتر (دو تشہد ایک سلام کے ساتھ)

4: الفاظ قنوت

5: قنوت قبل الركوع

6: رفع الیدین عند القنوت

اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ تراویح کے ساتھ ساتھ وتر کے بھی ان مقامات کی نشاندہی کر دی جائے جہاں یہ لوگ امت سے اختلاف کرتے ہیں مزید یہ کہ اہل السنۃ والجماعت کا موقف اور دلائل آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ چنانچہ مفصل اور مدلل بحث ملاحظہ فرمائیے۔

نوٹ: تعداد رکعات وتر پر ان کے پیش کردہ دلائل کا الگ سے جائزہ لیا گیا ہے جو اس مضمون کے متصل بعد آرہا ہے۔

## 1 وتر کا حکم:

وتر واجب ہیں۔ فرض نہیں اور وجوب وتر پر احادیث صحیحہ، مرفوعہ، آثار صحابہ اور آثار تابعین موجود ہیں۔

### احادیث مرفوعہ اور وجوب وتر:

1: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ «الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا».

(سنن ابی داود ج 1 ص 208 باب من لم یوتر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا نماز وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں (یہ ارشاد تین بار فرمایا)

فائدہ: امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ج 1 ص 371 نصب الرایہ ج 2 ص 112)

2: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوُتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا.

(مستدرک حاکم ج 1 ص 609، مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 197)

3: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «الْوُتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ».

(ابوداؤد ج 1 ص 208)

4: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ الْوُتْرُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

(مسند بزار ج 5 ص 67 رقم الحدیث 1637)

ترجمہ: نماز وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

5: عن أبي أيوب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الوتر حق واجب

(دار قطنی ص 283 باب الوتر)

6: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ تَأَمَّرَ عَنْ وَثْرَةٍ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ».

(متدرک حاکم ج 1 ص 604 رقم 1168)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص جو وتر ادا کرنا بھول جائے یا اس وقت سو جائے جب یاد آجائے یا جاگ ہو جائے تو وہ وتر ادا کرے۔

7: عن خارجه بن حذافة أنه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إن الله أمدكم بصلاة هي خير لكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلاة العشاء إلى أن يطلع الفجر.

ترجمہ: حضرت خارجه بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر ایک ایسی نماز کا حکم کیا ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور یہ وتر ہے جس کا وقت عشاء اور فجر کے درمیان ہے۔

8: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا (صحیح مسلم ج 1 ص 285)

ترجمہ: آپ علیہ السلام نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

9: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ.

(جامع ترمذی ص 60، سنن ابوداؤد ج 1 ص 207)

ترجمہ: آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں وتر چھوڑنے والے پر وعید اور سختی، مزید یہ کہ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اور امر کے صیغوں سے امت کو اس کا حکم دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔ نیز وتر کی قضاء کا لازم ہونا بھی وجوب وتر کی مستقل دلیل ہے۔

فائدہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ قضاء وتر کی حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے واضح ہوا کہ نماز وتر کی قضاء واجب اور ضروری ہے اور وجوب قضاء وجوب ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک ج 1 ص 432)

### آثار صحابہ اور وجوب وتر:

1: عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: إِنِّي نَمُتُ وَنَسِيتُ الْوُتْرَ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظْتَ وَذَكَرْتَ، فَصَلِّ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 192 باب من قال یوتر وان الصبح وعلیہ قضاءہ)  
ترجمہ: ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور آکر عرض کی کہ اے امیر المومنین اگر میں سو جاؤں اور وتر ادا کرنا بھول جاؤں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا جب تو جاگ جائے اور یاد آجائے تو اسے ادا کرو۔

2: عَنْ وَبَرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ أَصْبَحَ، وَلَمْ يُوْتِرْ، قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ نَمَتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّي؟ كَلِمَةُ يَقُولُ: يُوْتِرُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 191 رقم الحدیث 4)

ترجمہ: حضرت وبرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جو وتر ادا کیے بغیر صبح کر دے۔ آپ نے فرمایا: تیرا



کیا خیال ہے کہ اگر تو نماز فجر کے وقت سو جائے اور سورج طلوع ہو جائے تو کیا تیری نماز معاف ہو جائے گی؟ گویا انہوں نے یوں کہا کہ قضاء شدہ وتروں کو ادا کرو۔

3: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: الْوُتْرُ حَقٌّ، أَوْ وَاجِبٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 197 رقم الحدیث 3 باب من قال الوتر واجب)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر حق ہے یا یوں فرمایا کہ وتر واجب ہیں۔

### آثار تابعین اور وجوب وتر:

1: عَنْ مَجَاهِدٍ قَالَ وَاجِبُ الْوُتْرِ وَلَمْ يَكْتَبْ۔

(مصنف عبد الرزاق ج 1 ص 388 رقم 4595، 96 باب وجوب الوتر)

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، وتر واجب ہیں فرض نہیں۔

2: عَنْ طَاوُسٍ قَالَ الْوُتْرُ وَاجِبٌ يَعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نَسِيَ۔

ترجمہ: امام طاووس فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہیں، اگر یہ (پڑھنا) بھول جائیں تو یاد آنے پر اس کو ضرور پڑھا جائے۔ (مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث 4598)

### اقوال فقہاء اور وجوب وتر:

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ: قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ وَاجِبٌ - وَتَرُ وَاجِبٌ هِيَ۔

(اوجز المسالك ج 2 ص 441)

☆ امام دار الهجرة امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ:

مَنْ تَرَكَهٖ دَبٌّ وَكَانَ جَرَجَةً فِي شَهَادَتِهِ - جَوْشْنُ وَتَرٍ چھوڑ دے اس سے

تادیبی کارروائی کی جائے۔ اور اس کی گواہی بھی مجروح ہے۔ (اور یہ واجب کے

چھوڑنے پر ہی ہو سکتا ہے) (اوجز المسالك ج 2 ص 442)

☆ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

من ترك الوتر عمدا فهو رجل سوء ولا ينبغي ان تقبل له شهادة.  
(المغني لابن قدامة الحنبلي ج 2 ص 359 فصل الوتر غير واجب)  
ترجمہ: وتر کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا برا آدمی ہے اور یہ اس قابل نہیں کہ اس کی گواہی کو معتبر مانا جائے۔

☆ امام حسن بصری رحمہ اللہ: اجمع المسلمون على ان الوتر حق واجب۔

(اوجز المسالك ج 2 ص 444)  
ترجمہ: اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر واجب ہیں۔  
اس کے علاوہ امام ابراہیم النخعی، امام سعید ابن المسیب، امام شافعی رحمہ اللہ کے استاذ یوسف بن خالد رحمہ اللہ، امام سخون، امام ابو عبید بن عبد اللہ بن مسعود، امام ضحاک رحمہ اللہ اور امام اصمغ رحمہم اللہ وغیرہ یہ تمام اس بات کے قائل ہیں کہ وتر واجب ہیں۔  
(اوجز المسالك ج 2 ص 443)

اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ نماز وتر کا ترک کرنا جائز نہیں یہ بھی اس کے وجوب کی دلیل ہے۔

## 2: تعداد رکعات وتر:

وتر تین رکعات ہیں۔ اس پر احادیث صحیحہ مرفوعہ، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال فقہاء موجود ہیں۔

## احادیث مرفوعہ اور تعداد رکعات وتر:

1: عن عائشة رضي الله عنها كيف كانت صلاة رسول الله {صلى الله عليه وسلم} في رمضان قالت ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة

رکعتہ یصلی أربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی أربع رکعات لا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثاً۔

(صحیح بخاری ج 1 ص 154 باب قیام النبی باللیل فی رمضان)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا آپ علیہ السلام کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ علیہ السلام رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعات پڑھتے نہ پوچھو کہ کتنی عمدہ اور لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعات پڑھتے تھے کچھ نہ پوچھو کتنی عمدہ اور لمبی ہوتی تھی، پھر تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

اس روایت کا خلاصہ یہی ہے کہ تین رکعات وتر تھیں، اور ایک سلام کے ساتھ تھیں۔

2: امام نسائی نے باب قائم فرمایا ہے باب کیف الوتر بثلاث۔ (سنن نسائی ج 1 ص 248) اور اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت لائے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

ترجمہ: آپ علیہ السلام وتر کی دو رکعات پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ اس سے واضح ہوا کہ امام نسائی کے ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا بخاری و مسلم والی حدیث میں نماز وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ مراد ہے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تیسری مرفوع روایت ہے: ثم الوتر بثلاث لا یفصل بینہن (آپ علیہ السلام نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا) یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا۔ (مسند امام احمد ج 6 ص 156)

4: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مرفوع حدیث ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن  
(متدرک حاکم ص 608)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

5: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى پڑھتے دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے۔

6: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى مِنَ الْوُتْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ (جامع الترمذی باب الیقرء فی الوتر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ علیہ السلام وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سبح اسم ربك الاعلى دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے۔

7: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ (سنن نسائی باب الوتر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ رات تہجد کی آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعت وتر پڑھتے اور فجر

کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے۔

8: عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وتر الليل ثلاث كوتر النهار صلاة المغرب.

(سنن دار قطنی ص 285 الوتر ثلاث کثلاث المغرب)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رات کے وتر دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح ہیں۔

9: عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر ثلاث كثلاث المغرب.

(المعجم الاوسط للطبرانی ج 5 ص 32 رقم الحديث 7170)

ترجمہ: وتر کی تین رکعات ہیں جیسے مغرب کی تین رکعات ہیں۔

10: عن عبد الله قال ارسلت ابي ليلة لتبیت عند النبي منتظر كيف يوتر فباتت عند النبي صلى الله عليه وسلم فصلی ما شاء الله ان یصلی حتی اذا کان آخر الليل واراد الوتر.... الخ (الاستيعاب لابن عبد البر ص 934 رقم 742)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو بھیجا کہ آپ علیہ السلام کے گھر رات گزاریں اور دیکھیں آپ علیہ السلام وتر کس طرح پڑھتے ہیں چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاں رات گزاری پس آپ علیہ السلام نے رات میں جتنا اللہ کو منظور ہوا نماز پڑھی جب رات کا آخری حصہ ہوا آپ علیہ السلام نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھی پھر قعدہ کیا۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی دعائے قنوت پڑھی اور جو اللہ کو منظور تھا دعائیں کی اور تکبیر کہی رکوع کیا۔

## آثار صحابہ اور تعداد رکعات وتر:

1: عن ابراهيم النخعي عن عمر بن الخطاب انه قال ما احب اني تركت الوتر بثلاث ان لي حمر النعم۔ (موطامام محمد ص 149)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تین وتر چھوڑنے کو بالکل تیار نہیں اگرچہ اس کے بدلے مجھے سرخ اونٹ بھی پیش کیے جائیں۔

2: عن عبد الملك بن عمير قال كان ابن مسعود يوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 199 رقم الحدیث 5 باب فی الوتر ما یقرء فیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

3: عن علقمة قال اخبرنا عبد الله بن مسعود رضي الله عنه اهون ما يكون الوتر ثلاث ركعات۔ (موطامام محمد ص 150 باب السلام فی الوتر)

ترجمہ: حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ وتر کی کم سے کم رکعات تین ہیں۔

4: عن زاذان ان عليا كان يوتر بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 512)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

5: عن حميد عن انس رضي الله عنه قال الوتر ثلاث ركعات و كان يوتر بثلاث ركعات۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 206 باب الوتر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وتر تین رکعات ہیں اور وہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

## آثار تابعین اور تعداد رکعات وتر:

1: عن سعيد بن جبیر انه كان يوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 194 رقم الحدیث 18)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

2: عن علقمہ قال الوتر ثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 194 رقم 13)

ترجمہ: علقمہ فرماتے ہیں کہ وتر تین ہیں۔

3: حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے قاسم بن محمد بن ابو بکر فرماتے ہیں: وراينا

انسا منذا در كننا يوترون بثلاث۔ (صحیح بخاری ج 1 ص 135 باب ماجاء فی الوتر)

ترجمہ: جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہے ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ

تین رکعت وتر پڑھتے ہیں (تابعی صحابہ کرام اور تابعین کا عمل نقل کر رہا ہے)

4: عن مكحول انه كان يوتر بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 194 رقم 18)

ترجمہ: امام مکحول رحمہ اللہ بھی تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

5: حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: اجمع المسلمون على ان الوتر ثلاث لا

يسلم الا في آخرهن۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 294 نصب الراية ج 1 ص 122)

ترجمہ: اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نماز وتر تین رکعات ہیں ان کی صرف

آخری رکعات میں سلام ہے۔

### اقوال فقہاء اور تعداد رکعات وتر:

1: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ۔ قال بوجوب الوتر ثلاث ركعات۔

(تفسیر کبیر للرازی ج 25 ص 105 سورة روم تحت آیت فسبحان اللہ حین تمسون)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ تین رکعات وتر واجب ہیں۔

2: امام مالک بن انس رحمہ اللہ۔ ادنی الوتر ثلاث۔

(موطا امام المالک ص 110 باب الامر بالوتر)

ترجمہ: وتر تین رکعات سے کم نہیں ہے۔

3: امام سفیان ثوری رحمہ اللہ۔ انہ لا یصح الوتر رکعة واحدة۔

(فقہ سفیان ثوری ص 565)

ترجمہ: علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک رکعت وتر صحیح نہیں ہے۔

### 3: کیفیت وتر:

وتر کی کیفیت یہ ہے کہ دو تشهد اور ایک سلام سے ادا کیا جائے۔ اس پر احادیث صحیحہ مرفوعہ، آثار صحابہ و اجماع امت موجود ہیں۔

نوٹ: احادیث میں نماز وتر کو مغرب کی طرح ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا نماز وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے ادا کی جائے گی فرق اتنا ہے کہ وتر کی تینوں رکعتوں میں قراءۃ فاتحہ اور سورۃ ہوگی تیسری رکعت میں قنوت وتر اور رفع الیدین ہوگا۔

### احادیث مرفوعہ اور کیفیت وتر:

1: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ في الأولى بسبح اسم ربك الأعلى وفي الركعة الثانية بقل يا أيها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله أحد ولا يسلم الا في آخرهن۔ (سنن نسائی ج 1 ص 248)

ترجمہ: آپ علیہ السلام تین رکعات وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

2: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت: ثم اوتر بثلاث لا يفصل فیہن۔

(مسند احمد ج 6 ص 156 رقم 25101)



ترجمہ: آپ علیہ السلام تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے۔

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرهن۔

(متدرک حاکم ج 1 ص 608)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

نوٹ: اس کے بعد امام حاکم فرماتے ہیں: وهذا وتر امیر المومنین عمر بن خطاب وعنه اخذ اهل المدينة۔

یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وتر ہیں اور ان سے اہل مدینہ نے یہی عمل لیا ہے۔

6: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا فصل فی الوتر۔ (جامع المسانید ج 1 ص 402)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا وتر میں (سلام کا) فاصلہ نہیں ہے۔

7: عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی الركعتین الاولیین من الوتر۔

(متدرک حاکم ج 1 ص 607 کتاب الوتر رقم 1108)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

8: عن عبد اللہ قال ارسلت امی لیلۃ لتبیت عند النبی منتظر کیف یوتر

فباتت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ما شاء اللہ ان یصلی حتی اذا کان

آخر اللیل واراد الوتر.... الخ (الاستیعاب لابن عبد البر ص 934 رقم 742)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو بھیجا کہ آپ علیہ السلام کے گھرات گزاریں اور دیکھیں آپ علیہ السلام وتر کس طرح پڑھتے ہیں چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاں رات گزاری پس آپ علیہ السلام نے رات میں جتنا اللہ کو منظور ہوا نماز پڑھی جب رات کا آخری حصہ ہوا آپ علیہ السلام نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پڑھی پھر قعدہ کیا۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے اور تیسری رکعت میں (سورۃ) قل ہوا اللہ احد پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی دعائے قنوت پڑھی اور جو اللہ کو منظور تھا دعائیں کی اور تکبیر کہی رکوع کیا۔

### آثار صحابہ اور کیفیت وتر:

1: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوة المغرب وتر النهار فأوتروا صلاة الليل۔ (مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 401)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں تو رات کے وتر بھی پڑھا کرو۔

نوٹ: یعنی جیسے مغرب کی نماز دو تشہد ایک سلام کے ساتھ ہے ایسے ہی وتر کی نماز بھی دو تشہد اور ایک سلام سے ہوگی۔

2: عن عقبۃ بن مسلم قال سألت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عن الوتر فقال اتعرف وتر النهار قلت نعم صلوة المغرب قال صدقت وا احسنت۔

(طحاوی ج 1 ص 197 باب الوتر)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن مسلم فرماتے ہیں میں نے وتر کے بارے میں حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کیا دن کے وتر جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! مغرب کی نماز۔ انہوں نے فرمایا تو نے سچ کہا یا احسن فرمایا، تو نے اچھا کہا۔

### اجماع امت اور کیفیت وتر:

1: عن الحسن قال اجمع المسلمون على ان الوتر ثلاث لا يسلم الا في آخرهن. (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 194 رقم 177)

ترجمہ: اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

2: قد اجمعوا ان الوتر ثلاث لا يسلم الا في آخرهن. (طحاوی ج 1 ص 207 باب الوتر) ترجمہ: اس بات پر اجماع کیا ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں۔

### وتر کی دوسری رکعت میں تشہد:

1: عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلوة بالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العالمين.. وكان يقول في كل ركعتين التحية.. الحديث. (مسلم ج 1 ص 194 باب ما يجمع صفة الصلاة)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے جبکہ قرأت کو الحمد لله رب العالمین سے اور آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات (تشہد) ہے۔

2: عن عبد الله قال كنا لاندرى ما نقول في كل ركعتين غير ان نسبح و نكبر و نحمد ربنا وان محمدا علم فواتح الخير وخواتمه فقال اذا قعدتم في كل ركعتين فقولوا التحيات لله... الخ. (سنن النسائي ج 1 ص 174 كيف التشهد الاول)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ

جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو کیا کریں بجز اس کے کہ تسبیح کہیں تکبیر کہیں، اپنے پروردگار کی تعریف کریں اور یہ کہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا بھلائی کی باتیں سکھلائی گئیں ہیں، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھو تو یوں کہو التحیات للہ (آخر تشہد تک)

3: عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ مثنیٰ مثنیٰ تشهد فی کل رکعتین۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 187 المعجم الکبیر ج 8 ص 26)

ترجمہ: آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے رات کی نماز دو رکعت ہے اور ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے۔

### دعائے قنوت کے الفاظ:

نماز وتر میں دعائے قنوت کے الفاظ اللھم انا نستعینک احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلفاء راشدین نے اس کو معمول بہا بنایا ہے اور جمہور امت نے بھی اسی کو معمول بنایا ہے۔

عن خالد بن ابی عمر ان قال بیئنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوا علی مضر اذ جاءہ جبرائیل علیہ السلام فاوحی الیہ ان اسکت فسکت فقال یا محمد ان اللہ لم یبعثک سبأاً ولا لعناً واما بعثک رحمة ولم یبعثک لیس لك من الامر شیء او یتوب علیہم الایة قال ثم علیہ هذا القنوت اللھم انا نستعینک ونستغفرک..... الخ

(سنن الکبریٰ بیہقی ج 2 ص 210، مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 518)

ترجمہ: حضرت خالد بن ابی عمر ان کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے لیے بد دعا کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام

آئے اور خاموش ہونے کا اشارہ کیا آپ علیہ السلام خاموش ہو گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی دینے والا اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا آپ کے اختیار میں اس قسم کے امور نہیں ہیں اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کر لے کیونکہ وہ ظالم ہیں پھر آپ کو یہ دعائے قنوت تعلیم فرمائی۔

یہی دعا قنوت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے جن کے مجموعہ سے یہ مکمل دعا ثابت ہے، ان آثار کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 213 تا 215۔ مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 31 تا 31)

فائدہ: امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ؛ امام بخاری و امام مسلم کے شیخ اور استاذ ہیں اور امام عبد الرزاق رحمہ اللہ؛ امام احمد بن حنبل کے شیخ و استاد ہیں۔

### قنوت قبل الركوع:

وتر میں قنوت کا عمل تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور سال بھر کا معمول ہے جن روایات میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر ہے اس قنوت سے مراد قنوت نازلہ ہے۔

1: عن عاصم قال سألت انس بن مالك رضي الله عنه عن القنوت فقال قد كان القنوت قلت قبل الركوع او بعده؟ قال قبله قال فان فلانا اخبرني عنك انك وقلت بعد الركوع فقال كذب انما قنيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الركوع شهرا۔ (صحیح بخاری ج 1 ص 136 باب القنوت قبل الركوع او بعده)

ترجمہ: حضرت عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ وہ رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے۔ آپ علیہ السلام نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی تھی۔

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر ویقنت قبل الركوع۔ (سنن نسائی ج 1 ص 248)

ترجمہ: آپ علیہ السلام وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

3: عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات کان یقرء فی الاولی ب۔ سبح اسم ربك الاعلیٰ فی الثانیة ب۔ قل یا ایہا الکافرون، وفی الثالثة ب۔ قل هو اللہ احد ویقنت قبل الركوع۔

(سنن نسائی ص 243، قیام اللیل للمروزی، باب کیف الوتر بثلاث ص 248)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے: آپ علیہ السلام تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد پڑھتے تھے، اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

4: عن علقمة ان ابن مسعود واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یقنتون فی الوتر قبل الركوع۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 521)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

فائدہ: خود علماء غیر مقلدین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قنوت وتر کا محل قبل الركوع ہے اور جن روایات میں بعد الركوع کا ذکر ہے ان سے مراد قنوت نازلہ ہے۔

1: چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مبشر ربانی لکھتے ہیں:

آپ علیہ السلام کے قول و فعل اور صحابہ کرام کے عمل سے وتر میں دعا قنوت رکوع سے قبل ثابت ہے اور اکثر روایات رکوع سے قبل ہی قنوت وتر پر دلالت کرتی ہیں۔ جو دعا ہنگامی حالات میں مسلمانوں کی خیر خواہی کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام کے خلاف بد دعا کے طور پر کی جاتی ہے وہ رکوع کے بعد ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے، اور جو دعا رکوع سے قبل مانگی جاتی ہے وہ قنوت وتر ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج 1 ص 185 از مبشر ربانی)

2: غیر مقلدین کہتے ہیں قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھنا رائج ہے جیسا کہ نسائی وغیرہ سے ثابت ہے جو لوگ رکوع کے بعد پڑھتے ہیں، وہ قنوت نازلہ پر قیاس کر کے ہی پڑھتے ہیں، مؤلف کتاب کی ذکر کردہ روایات کا تعلق قنوت نازلہ ہی سے ہے۔

(تسهيل الوصول الى تخریج و تعلیق صلاة الرسول ص 295)

3: بعض غیر مقلدین لکھتے ہیں وتر میں رکوع کے بعد قنوت کی تمام روایات ضعیف ہیں اور جو روایت صحیح ہے اس میں صراحت نہیں کہ آپ علیہ السلام کا رکوع کے بعد والا قنوت قنوت وتر تھا یا قنوت نازلہ لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کیا جائے۔

(نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں ص 236)

### دعائے قنوت کے وقت رفع یدین:

وتر کی تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

1: عن ابی عثمان قال کان عمر یرفع یدیه فی القنوت۔

(جزء رفع الیدین مترجم ص 346)

ترجمہ: ابو عثمان کہتے ہیں حضرت عمر قنوت کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

2: عن عبد الله انه كان يقرء في آخر ركعة من الوتر قل هو الله احد ثم يرفع يديه ويقنت قبل الركعة۔  
(جزء رفع اليدين مترجم ص 346)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھتے تھے پھر رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

3: عن الاسود عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه انه كان يرفع يديه في قنوت الوتر۔  
(مصنف ابن أبي شيبة ج 4 ص 531)

ترجمہ: حضرت اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں قنوت کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

فائدہ: خود غیر مقلدین کے علماء کرام بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔

1: صحیح حدیث سے صراحتہ ہاتھ اٹھا کر یا باندھ کر قنوت پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج 3 ص 206)

2: دعا قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق کوئی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے۔  
(نماز نبوی ص 237)

3: بعض صحابہ کرام سے وٹروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے میں ضعیف آثار بھی ملتے ہیں بہتر یہ ہے کہ قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں۔

(حاشیہ صلوٰۃ الرسول ص 297)

نوٹ: راقم نے نماز وتر اور دیگر اختلافی مسائل پر تفصیلی اور مدلل بحثیں فائلز کی صورت میں محفوظ کرادی ہیں۔ درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے آپ منگوا بھی سکتے ہیں۔

مکتبہ اہل السنۃ والجماعت سرگودھا



## ایک رکعت وتر کا تحقیقی جائزہ

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلدین ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں اور دلیل کے طور پر چند احادیث پیش کرتے ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ ان کے موقف کی حقیقت کیا ہے؟

دلیل نمبر 1: حدیث عائشہ بروایت سعد بن ہشام:

حضرت سعد بن ہشام انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: أنبئینی عن وتر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فقالت کنا نعد له سواکة وطهورۃ فیبعثه اللہ متی شاء أن یبعثه من اللیل فیتسوک ویتوضأ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیہا إلا فی الثامنة.... الخ (صحیح مسلم ج 1 ص 256)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتلائیے، فرمایا: ہم آپ کے لیے مسواک اور پانی تیار کر رکھتے تھے، رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار کرتے تو آپ مسواک کرتے، وضو کرتے اور نور کعتیں پڑھتے، ان میں صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، حمد و ثناء کرتے، دعا مانگتے، پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہمیں سن جاتا، پھر سلام کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے پس یہ کل گیارہ رکعتیں ہوئی، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن رسیدہ ہو گئے اور بدن بھاری ہو گیا، تو سات رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

اور دو رکعتیں اس طرح پڑھتے تھے جس طرح پہلے پڑھا کرتے تھے پس یہ کل نو کعتیں ہوئیں۔

## طرز استدلال:

پہلے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نور کعتیں پڑھتے تھے، ان میں صرف آٹھویں رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے، اور آخری زمانے میں سات و تر پڑھتے تھے، ان میں چھٹی رکعت پر بغیر سلام قعدہ کرتے اور ساتویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے معلوم ہوا کہ وتر ایک رکعت ہے۔

## جواب:

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کی دلیل دیکھ لی اور ان کا طرز استدلال بھی ملاحظہ کر لیا۔ اب آئیے اس کا جائزہ لیتے ہیں: مذکورہ حدیث اسی سند سے سنن نسائی ج 1 ص 248، موطا امام محمد ص 151 طحاوی شریف ج 1 ص 137 مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 295 دار قطنی ج 1 ص 175 اور بیہقی ج 3 ص 31 پر ان الفاظ سے مروی ہے:

كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يسلم في ركعتي الوتر

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اور مستدرک حاکم ج 1 ص 304 میں یہی حدیث ان الفاظ سے ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین و تر پڑھا کرتے تھے اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

مسند احمد ج 6 ص 156 میں سعد بن ہشام کی یہی حدیث ان الفاظ میں ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى العشاء دخل المنزل ثم صلى ركعتين ثم صلى بعدهما ركعتين اطول منهما ثم اوتر بثلاث لا يفصل بينهما ثم صلى ركعتين وهو جالس۔

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عشاء سے فارغ ہو کر گھر میں

تشریف لاتے تو پہلے دو رکعتیں پڑھتے پھر دو رکعتیں ان سے طویل پڑھتے پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے ایسے طور پر کہ ان کے درمیان سلام کا فاصلہ نہیں کرتے تھے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

### ملحوظہ:

یہ ایک ہی راوی کی روایت کے مختلف الفاظ ہیں، ان تمام طرق و الفاظ کو جمع کرنے سے درج ذیل امور واضح ہو جاتے ہیں:

- 1: سعد بن ہشام کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل گیارہ رکعتیں ادا کرتے تھے، جن میں وتر اور وتر کے بعد کے دو نفل بھی شامل تھے۔
- 2: ہر دو رکعت پر قعدہ کرتے تھے۔
- 3: ان میں تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں۔
- 4: وتر کی دو رکعتوں پر قعدہ کرتے تھے، مگر سلام نہیں پھیرتے تھے۔
- 5: وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔

### خلاصہ کلام:

روایت بالا میں وتر سے پہلے اور بعد کے نوافل کو ملا کر ذکر کر دیا گیا، جس کی وجہ سے اشکال پیدا ہوا ہے حالانکہ سائل کا سوال صلوٰۃ اللیل کے بارے میں نہیں بلکہ وتر کے بارے میں تھا، اسی لیے جواب میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صلوٰۃ اللیل کی رکعات کو تو اجمالاً بیان فرمایا اور ان رکعات میں سے جو رکعات وتر کی تھیں ان کی تفصیل بیان فرمائی کہ آٹھویں رکعت پر جو وتر کی دوسری رکعت تھی قعدہ فرماتے تھے مگر سلام نہیں پھیرتے تھے اور نویں رکعت پر جو وتر کی تیسری رکعت تھی، سلام پھیرتے تھے۔

تہمید: صحیح مسلم میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو یہ ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور کعتیں پڑھتے تھے ان میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت میں پس ذکر و حمد اور دعا کے بعد اٹھ جاتے تھے اور سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 256)

اس روایت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ان آٹھ رکعتوں میں قعدہ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کیوں کہ یہ مضمون خود امی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی احادیث کے خلاف ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں رکعت پر بغیر سلام کے جو قعدہ فرماتے تھے، پہلی رکعتوں میں اس طرح کا قعدہ نہیں فرماتے تھے بلکہ ماقبل کی رکعتوں میں ہر دو گانہ پر سلام پھیرتے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے سعد بن ہشام کی مختلف روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے ان میں اب کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا، اگر ایک ہی راوی کی روایت ایک ہی سند مختلف الفاظ میں مروی ہو تو اس کو مختلف واقعات پر محمول کر کے یہ سمجھ لینا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا کرتے ہوں گے، اور کبھی ایسا کرتے ہوں گے یہ طرز فکر درست نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں، ایک ہی واقعہ کو نقل کرنے والے جب مختلف الفاظ اور مختلف انداز میں نقل کر دیں تو وہ متعدد واقعات نہیں بن جاتے۔

دلیل نمبر 2: حدیث عائشہ بروایت عروہ بن زبیر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے خواہر زادہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُؤْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا

اضطجع على شِقْوِهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ، فَيَصِلُ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 253)

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں سے ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے۔

جواب:

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وتر سے متعلق مختلف روایات مروی ہیں، مثلاً: طحاوی ج 1 ص 138، پر موجود روایت کے الفاظ یہ ہیں: کان یصلی باللیل ثلاث عشرة رکعة ثم یصلی اذا سمع النداء رکعتین خفیفَتین۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جب کہ پہلی روایت میں گیارہ رکعات کا ذکر ہے تو ہم اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ان روایات میں نہ کوئی تعارض ہے نہ ہی متعدد واقعات پر محمول ہیں، بلکہ یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں۔

جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھتے تھے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت سے وتر کیا کرتے تھے، اس میں دو حکم الگ الگ بیان کیے گئے ہیں: 1: ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا: 2: ایک رکعت کو ماقبل کے دو گانہ سے ملا کر وتر بنانا، ان دو حکموں میں سے پہلا حکم وتر سے قبل آٹھ رکعتوں سے متعلق ہے اور دوسرا حکم وتر کی تین رکعات سے متعلق ہے لہذا روایت بالا کا یہ مطلب نہیں کہ وتر کی تنہا ایک رکعت پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گیارہویں رکعت کو ماقبل دو گانہ سے ملا کر وتر بناتے تھے۔ ہماری اس توجیہ پر دو قرینے پیش خدمت ہیں۔

## قرینہ نمبر 1:

خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ متواتر روایات جن میں تین رکعات وتر کی صراحت ہے، مثلاً:

1: ثم یصلی ثلاثا

(صحیح بخاری ج 1 ص 154، صحیح مسلم ج 1 ص 254، سنن ابوداؤد ج 1 ص 189)

2: عن سعد بن هشام ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه

وسلم كان لا یسلم فی رکعتی الوتر (سنن نسائی ج 1 ص 248، موطا امام محمد ص 151)

3: عن عمرة عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

كان یوتر بثلاث یقرأ فی الركعة الاولى بسبح اسم ربك الاعلیٰ... الخ

(مستدرک حاکم ج 1 ص 305)

## قرینہ نمبر 2:

خود سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا تین رکعت پر فتویٰ موجود ہے:

عن ابی الزناد عن السبعة سعید ابن المسيب وعروة بن الزبير والقاسم

بن محمد.... ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرهن.. (سنن طحاوی ج 1 ص 145)

دلیل نمبر 3: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین

میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اسی مقصد کے لیے قیام کیا تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے قیام اللیل کا مشاہدہ کریں۔

یہ روایت مختلف طرق والفاظ سے مروی ہے، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ثُمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَلَى يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُوَدِّعُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأَ. (صحیح بخاری ج 1 ص 97)

اس کے تین جواب ہیں۔

### جواب 1:

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والحاصل أن قصة مبيت ابن عباس يغلب على الظن عدم تعددها  
فلهذا ينبغي الاعتناء بالجمع بين مختلف الروايات فيها ولا شك أن الأخذ بما  
اتفق عليه الأكثر والأحفظ أولى مما خالفهم فيه من هو دونهم ولا سيما أن زاد  
أو نقص۔ (فتح الباری ج 2 ص 388 طبع مصر)

الحاصل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کاشانہ نبوت میں رات گزارنے کا واقعہ  
غالب خیال یہ ہے کہ ایک ہی بار کا ہے، اس لیے اس سلسلے میں جو مختلف روایات وارد  
ہیں ان کو جمع کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور کوئی شک اس حصہ کو لینا نہیں کہ جس پر  
اکثر اور احفظ متفق ہوں وہ اولیٰ ہوگا، بہ نسبت اس حصہ کے جس میں اختلاف ہو اور  
ان راویوں کے جو ان سے فروتر ہوں، خصوصاً جہاں کمی یا زیادتی ہو۔

### جواب 2:

- خود سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیر رکعت وتر کی صراحت ہے، مثلاً:
- 1: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے علی بن عبد اللہ کی روایت  
ہے: ثم اوتر بثلاث۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 261، سنن طحاوی ج 1 ص 140)
- 2: یحییٰ بن الجزار کی روایت ہے: کان یصلی من اللیل ثمان رکعات و یوتر

بثلاث ویصلی رکعتین قبل صلوٰۃ الفجر۔ (سنن نسائی ج 1 ص 149)

3: کرب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین بعد العشاء ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر بثلاث۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 141)

### جواب 3:

خود سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا فتویٰ تین رکعت وتر کا ہے جیسا کہ حضرت ابو منصور فرماتے ہیں: سألت ابن عباس رضی اللہ عنہما عن الوتر فقال ثلاث۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 141)

### خلاصہ کلام:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما قصہ کی تمام روایات کو جمع کیا جائے، تو ان میں متعدد روایات میں تین وتر کی تصریح ہے، اور باقی روایات اس کے لیے محتمل ہیں اس لیے ان روایات کو بھی تین ہی وتر پر محمول کیا جائے گا، ان کو الگ الگ واقعات پر محمول کر کے وتر کی مختلف صورتیں قرار دینا کسی طرح بھی صحیح نہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے گزر چکا ہے یہ ایک ہی واقعہ کی مختلف تعبیرات ہیں، ان مختلف تعبیرات سے نہ تو کئی واقعات کو کشید کرنا درست ہے نہ ہی جواز وتر کی مختلف صورتیں پیدا کرنے کی سعی کرنا ٹھیک ہے۔

دلیل نمبر 4: حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یحییٰ جزار کی روایت ہے:

كان يصلي من الليل إحدى عشرة ركعة فلما كبر وضع اوتر بسبع۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 60، سنن نسائی ج 1 ص 251)



## جواب:

یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق ہے، اور ما قبل میں یہ تصریح گزر چکی ہے کہ ان میں آٹھ رکعتیں نوافل کی اور تین وتر کی ہوتی تھیں مگر مجموعہ صلوٰۃ اللیل کو لفظ وتر سے تعبیر کر دیا گیا، جیسا کہ خود امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں امام اسحاق بن ابراہیم سے اس کی تصریح نقل کرتے ہیں:

انما معناہ انہ کان یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة مع الوتر فنبست صلوٰۃ اللیل الی الوتر۔ (جامع الترمذی ج 1 ص 60)

## دلیل نمبر 5: حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما:

صحیحین میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ان رجلا سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة تو ترلہ ما قد صلی۔ (صحیح بخاری ج 1 ص 136، صحیح مسلم ج 1 ص 257)

اسی طرح صحیح مسلم میں سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: الوتر رکعة من آخر اللیل۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 257)

اس کے تین جواب ہیں۔

## جواب 1:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وتعقب بانہ لیس صرد کافی الفصل فیحتمل ان یرید بقوله صلی رکعة واحدة ای مضافة الی رکعتین مما مضی۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 2 ص 385)

ترجمہ: یہ حدیث ایک رکعت کے الگ پڑھنے پر صریح نہیں، کیوں کہ احتمال ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہو کہ گزشتہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر تین وتر پڑھے۔

وجہ یہ ہے کہ وتر (طاق) ہونا آخری رکعت پر موقوف ہے، جس کے ذریعے نمازی اپنی نماز کو وتر (طاق) بنائے گا، اس کے بغیر خواہ ساری رات بھی نماز پڑھتا رہے اس کی نماز وتر نہیں بن سکتی اس حقیقت کے اظہار کے لیے ایک دوسری تعبیر یہ اختیار فرمائی گئی الوتر رکعة من آخر الليل وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔

## جواب 2:

الوتر رکعة من آخر الليل بالکل ایسے ہی ہے جیسے حج کے بارے میں فرمایا گیا ہے الحج عرفہ۔ (جامع الترمذی ج 1 ص 178)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفات کے بغیر حج کی حقیقت متحقق نہیں ہوتی، لیکن اس جملہ سے کوئی عاقل و سمجھ دار آدمی یہ مطلب ہر گز نہیں لے گا کہ حج کی پوری حقیقت بس وقوف عرفہ ہی ہے اس کے لیے نہ احرام کی ضرورت ہے اور نہ دوسرے مناسک کی، بعینہ اسی طرح الوتر رکعة من آخر الليل کا مطلب یہ ہے کہ ما قبل کی نماز کے ساتھ جب تک ایک رکعت کو نہ ملایا جائے تب تک وتر کی حقیقت متحقق نہیں ہوگی اس فرمان کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وتر کی پوری حقیقت ہی بس ایک رکعت ہے، اسی مفہوم کو دوسرے پیرائے میں یوں تعبیر کیا گیا ہے۔

صلوة الليل مثنیٰ مثنیٰ فاذا خشي احدكم الصبح صلى ركعة واحدة  
توتر له ما قد صلى۔

اس فرمان پاک کا واضح مطلب اور بے غبار مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے جب صبح کے طلوع ہونے کا اندیشہ ہو تو

آخری دو گانہ کے ساتھ ایک رکعت اور ملائے، جس سے اس کی نماز وتر بن جائے گی۔

### جواب 3:

خود سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھی وتر کی تین رکعتیں ہیں سیدنا عامر الشبلی فرماتے ہیں: سألت ابن عمر وابن عباس رضي الله عنهما كيف كان صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل فقالا ثلاث عشرة ركعة ثمان ويوتر بثلاث، وركعتين بعد الفجر۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 136)

### دلیل نمبر 6: حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر حق على كل مسلم فمن احب ان يوتر بخمس فليفعل ومن احب ان يوتر بثلاث فليفعل ومن احب ان يوتر بواحدة فليفعل۔ (سنن ابوداؤد ج 1 ص 208)

اس کے دو جواب پیش خدمت ہیں۔

### جواب 1:

محدثین کرام کے ہاں اس روایت پر کلام ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ التلخیص الخیر ج 2 ص 13 پر لکھتے ہیں: وصح ابو حاتم والذهلي والدارقطني في العلل والبيهقي وغير واحد وقفه وهو الصواب۔

ابو حاتم، ذہلی دارقطنی، نے علل میں اور بہت سے حضرات نے اس کو موقوفاً صحیح کہا اور یہی درست ہے۔

یعنی صحیح اور درست بات یہ ہے کہ روایت بالا سیدنا ابو ایوب انصاری رضی

اللہ عنہ کا ذاتی قول ہے، حدیث مرفوع کی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔

## جواب 2:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ہو معمول علی انه کان قبل استقرارها لان الصلوة المستقرة لا یخیر فی اعداد رکعاتها۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج 5 ص 215)

اس پر قرینہ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت کے یہ

الفاظ ہیں: قال: الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس رکعات فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل ومن لم یستطع الا ان یومی اجماع فلیفعل۔

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 295 رقم 4645 باب کم الوتر عمدة القاری ج 5 ص 245)

## خلاصہ کلام:

مذکورہ حدیث اول تو مرفوع نہیں ہے، بلکہ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ذاتی قول ہے دوم، اس میں اضطراب ہے، بعض روایتوں میں پانچ تین ایک کا ذکر ہے بعض میں صرف ایک کا اور بعض میں اشارہ تک کی اجازت دی گئی ہے، ایسی صورت میں یہ کہنا انتہائی مشکل ہے کہ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔

## دلیل نمبر 7: حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات بتائی گئی تو آپ نے کیا جواب دیا؟ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن ابن ابی ملیکة قیل لابن عباس رضی اللہ عنہما هل لك فی امیر

المومنین معاویة فأنه ما أوتر إلا بواحدة قال أصاب انه فقیه.

(صحیح بخاری ج 1 ص 531)

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں دعہ فأنه قد صحب  
معلوم ہوا کہ ایک رکعت وتر کا جواز صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

جواب:

یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد تھا صحیح حدیث کی رو سے مجتہد کو  
خطا پر بھی اجر ملتا ہے۔

2: یہ عمل صحابی ہے جو تمہارے نزدیک حجت نہیں۔ (نزل الابرار ص 101)

3: اس حدیث کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس وقت ماحول ایک رکعت پڑھنے کا  
نہیں بلکہ تین رکعت پڑھنے کا تھا ورنہ دیکھنے والا کبھی اعتراض نہ کرتا۔

4: علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دعہ ای اترك القول فيه والانكار عليه  
(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج 11 ص 466)

5: علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واما قوله دعہ فأنه قد صحب  
وقوله أصاب انه فقیه معناه أصاب في زعمه لانه مجتهد واراد بذلك زجر  
التابعين الصغار عن الانكار على الصحابة الكبار لا سيما على الفقهاء  
المجتهدين منهم۔ (امانی الاحبار ج 4 ص 252)

6: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل جب مشہور ہوا تو سیدنا ابن عباس  
رضی اللہ عنہما نے بڑی شدت سے اس کا انکار فرمایا۔ (سنن طحاوی ج 1 ص 203)

آخری بات:

حقیقت میں وتر ایک رکعت نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ایک رکعت وتر پڑھنا کسی بھی صحیح حدیث سے بالکل ثابت نہیں۔

1: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ التلخیص الجبیر میں امام رافعی کے حوالے سے حافظ ابن صلاح کا یہ قول نقل کرتے ہیں: لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتها انه عليه الصلوة والسلام او تر بواحدة فحسب۔ (التلخیص الجبیر ج 2 ص 15)

ترجمہ: وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہمیں معلوم نہیں کہ کسی روایت میں یہ آتا ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صرف ایک رکعت وتر پڑھی ہو۔

2: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتداء ان یصلی الرجل رکعة واحدة یوتر بها۔

3: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ما اجزأت رکعة واحدة قط۔ (موطا امام محمد ص 150 باب السلام فی الوتر)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل بہت کمزور ہیں۔ جبکہ ہم نے تعداد رکعات وتر میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بہت وزنی اور مضبوط ہیں۔ اس لیے اہل السنۃ والجماعت ان دلائل کے پیش نظر تین رکعات وتر کے قائل ہیں اور تین سے رکعت سے کم وتر کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہماری گزارش اہل انصاف سے یہ ہے کہ دلائل کو دیکھتے ہوئے اہل السنۃ والجماعت کے موقف کو تسلیم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتحاد و اتفاق کی دولت نصیب فرمائے اور اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

## سجدہ تلاوت کے مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

قرآن منبع ہدایت ہے، جب اس کی تلاوت تمام آداب، شرائط اور اس کے حقوق ادا کر کے نہایت غور و خوض سے کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتے ہیں اور علم و حکمت کے دریا بہا دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے احکام میں سے ایک حکم سجدہ تلاوت بھی ہے کہ بعض متعین آیات کریمہ کی تلاوت کرنے اور سننے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔

### سجدہ تلاوت کا طریقہ:

مسئلہ 1: سجدہ تلاوت کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھالے۔ بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ 2: بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے پہلے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں، ورنہ بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائیں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہیں اور اللہ اکبر کہہ کے بیٹھ جائیں، آپ کا سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

### سجدہ تلاوت کے متفرق مسائل:

مسئلہ 1: سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے سننے والا قرآن شریف کے سننے کی غرض سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں مشغول ہو اور بغیر ارادہ کے آیت سجدہ سن لی ہو، اس لیے بہتر یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا سجدہ

کی آیت کو آہستہ پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ 2: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی مگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا نہ کیا تو نماز کے بعد سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور وہ شخص گناہ گار ہوگا اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت نہیں۔

مسئلہ 3: امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو بس یہ ایک سجدہ ہی کافی ہے الگ الگ دو سجدے کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ 4: نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے اگر چھوٹی تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھ کے سجدہ تلاوت کیا تو آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے اگر تین چھوٹی آیات سے کم تلاوت کر کے ہی سجدہ تلاوت کر لیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ 5: ترواح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر اعلان کرے تو منع بھی نہیں لیکن اعلان کرنے کو لازم نہ سمجھا جائے کیونکہ خیر القرون میں سلف و صالحین سے اعلان کرنا ثابت نہیں۔ ہاں اگر مقتدیوں کی نماز میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اعلان کر دینا بہتر ہے۔

مسئلہ 6: جس رکعت میں آیت سجدہ پڑھی ہے اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا ہے تو دوسری یا تیسری رکعت میں جب بھی یاد آجائے فوراً سجدہ کر لے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کر لے۔

مسئلہ 7: بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ 8: اگر ایک آیت سجدہ تلاوت کی ہے یا سنی ہے تو صرف ایک سجدہ ادا کیا



جائے۔ ایک سے زائد نہیں۔

مسئلہ 9: اگر کئی آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو جتنی تعداد آیات سجدہ کی ہے اتنے ہی سجدے ادا کیے جائیں۔ مثلاً اگر 5 آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو صرف 5 سجدے ہی ادا کیے جائیں۔

مسئلہ 10: فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ وضو ہو تو اس وقت سجدہ کر لے شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ 11: جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، مثلاً وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف رخ کرنا، وغیرہ

مسئلہ 12: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے آیت سجدہ سن لی اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں آیت سجدہ سنی کہ مدت حیض یا مدت نفاس پوری ہو چکی تھی لیکن ابھی غسل نہیں کیا تھا تو اب سجدہ تلاوت اس پر واجب ہو چکا ہے غسل کے بعد ادا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ 13: نماز پڑھنے کے دوران کسی اور شخص سے سجدہ کی آیت سنی تو نماز میں سجدہ نہ کیا جائے بلکہ نماز مکمل کر لینے کے بعد سجدہ ادا کریں۔ اگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا کیا تو وہ سجدہ ادا نہیں ہو گا دوبارہ کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہو گا۔

مسئلہ 14: سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نماز کی نیت کی وہی آیت نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ تلاوت کافی ہے، دونوں سجدے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ 15: اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سننے کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو دو صورتیں ہیں:

**پہلی صورت:** جس رکعت میں امام نے آیت سجدہ تلاوت کی ہو، وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ مل گیا۔

**دوسری صورت:** وہ رکعت نہ ملے تو نماز پوری کرنے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔  
**مسئلہ 16:** امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا ہے اور امام وہ آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو یہ سجدہ کافی ہے تو اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں ہیں۔

**مسئلہ 17:** اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یاد دو تین آیات پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کی بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بغیر نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا اور تین آیات سے زیادہ تلاوت کر لی تو اب رکوع میں نیت کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا۔  
**مسئلہ 18:** اگر کسی آدمی کے ذمہ میں بہت سارے سجدہ تلاوت باقی رہ گئے اور اب بیماری کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنے پر قادر نہیں رہا تو اب وہ جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتا ہے، سجدہ تلاوت کا سجدہ بھی اسی طرح اشارہ سے کرنے سے ادا ہو جائے گا، اس کے بجائے فدیہ دینا کافی نہیں اور تاخیر کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے  
**مسئلہ 19:** آیت سجدہ کا ایک جز بھی تلاوت کر لیا تو سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اگرچہ پوری آیت تلاوت نہ کی ہو۔

**مسئلہ 20:** اگر مکروہ اوقات میں یعنی طلوع آفتاب غروب شمس اور زوال کے وقت آیت سجدہ تلاوت کی گئی تو ان اوقات میں سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے، افضل اور بہتر یہ ہے کہ مکروہ اوقات نکل جانے کے بعد سجدہ کرے اور اگر آیت

سجدہ کی تلاوت ان وقتوں علاوہ کسی اور وقت میں کی گئی تو اس کا سجدہ ان تین مکروہ وقتوں میں کرنا ٹھیک نہیں بلکہ مکروہ وقت سے پہلے یا بعد میں کیا جائے۔

سجدہ تلاوت کی تعداد:

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورۃ کا نام	آیت نمبر
1	9	اعراف	206
2	13	رعد	15
3	14	نحل	50
4	15	بنی اسرائیل	109
5	16	مریم	58
6	17	حج	18
7	19	فرقان	60
8	19	نمل	26
9	21	سجدہ	15
10	23	ص	24
11	24	حم سجدہ	38
12	27	نجم	62
13	30	انشقاق	21
14	30	علق	19

**نوٹ:** احناف کے ہاں سورۃ حج میں پہلا سجدہ تلاوت کا ہے دوسرا نہیں، جبکہ شوافع کے ہاں سورۃ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۃ ص والا سجدہ شکر ہے سجدہ تلاوت نہیں۔

## زکوٰۃ کے فضائل و مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

دین اسلام میں زکوٰۃ ہر مالدار صاحبِ نصاب پر فرض ہے۔ زکوٰۃ کی معاشرتی حیثیت ایک مکمل اور جامع نظام کی ہے۔ اگر ہر صاحبِ نصاب زکوٰۃ دینا شروع کر دے تو مسلمان معاشی طور پر خوشحال ہو سکتے ہیں اور اس قابل ہو سکتے ہیں کہ کسی غیر سے قرض کی بھیک نہ مانگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ سے بحیثیت مجموعی مسلمان سود کی لعنت سے بچ سکتے ہیں۔

### زکوٰۃ کی فضیلت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً 32 مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو ذکر فرمایا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت معلوم ہو سکتی ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بے شمار احادیث میں زکوٰۃ کی فضیلت، ترغیب اور افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ زکوٰۃ کو دین میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو سخت عذاب کی وعید بتلائی گئی ہے۔ ایک حدیث ملاحظہ ہو!

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من رجل لا یؤدی زکوٰۃ ماله الا جعلہ اللہ یوم القیامۃ فی عنقہ شجاعاً ... ولا یحسن الذین یرخلون بما آتاهم اللہ من فضلہ۔ (جامع الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کا مال گنجلے سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی آیت کا مصداق ہمیں سمجھایا اور یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے) اور ہر گز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لیے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کی بہت بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔

### صاحب نصاب کون ہے؟:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔

### وجوب کی شرائط:

- 1: مسلمان ہونا
- 2: نصاب کا پورا ہونا
- 3: عاقل بالغ ہو
- 4: اس پر سال گزر جائے۔

### زکوٰۃ کے چند اہم مسائل:

مسئلہ 1: اگر کسی کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہے اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں تو ایسے آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ 2: جس شخص کی ماہانہ آمدنی معقول ہے لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب

کی مقدار جمع نہیں رہتی اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ 3: اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گزر گیا تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔

مسئلہ 4: اگر استاد غریب ہے نصاب کا مالک نہیں تو شاگرد کے لیے استاد کو زکوٰۃ دینا جائز بلکہ مستحق استاد کو زکوٰۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا۔

مسئلہ 5: مردہ کے ایصال ثواب کے لیے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں بلکہ دوسری حلال رقم صدقات زکوٰۃ کے علاوہ سے ایصال ثواب کرنا ہوگا ورنہ میت کو ثواب نہیں ہوگا۔

مسئلہ 6: باپ اور بیٹا مل کر پیسہ کماتے ہیں اور پیسہ والد کے قبضہ میں ہے اور باپ ہی اس میں سے تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گزرنے کے بعد باپ کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا بیٹے کے لیے نہیں کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے ہاں اگر وہ اپنا اپنا پیسہ تقسیم کر دیں تو الگ الگ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ 7: اپنے باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ 8: بچہ اگر صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے مال وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں اور ولی کے لیے نابالغ کے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا دوسری عبادات کی طرح بچہ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ 9: زکوٰۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی البتہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا دینا ضروری ہے مکان کا قبضہ بھی دے دیں رجسٹرڈ کر اگر کاغذات بھی ان کے حوالے کر دے تاکہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہے کر سکیں۔

مسئلہ 10: جو رقم زکوٰۃ کی نیت کے بغیر ادا کی جائے اور جس کو دی جائے وہ خرچ بھی کر لے اب اگر اس مال کو زکوٰۃ میں شمار کیا جائے تو وہ درست نہیں اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

مسئلہ 11: بھابھی، بھائی، بھتیجا، بہن اگر وہ نصاب کے مالک نہیں اور مستحق بھی ہیں اور ان کا کھانا پینا الگ ہو تو ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

مسئلہ 12: اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں سے ان کی اجازت سے اصل رقم سے زکوٰۃ کاٹ کر مستحقین زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر دیتے ہیں تو زکوٰۃ ادا ہوگی اور اگر اصل رقم سے ادا تو کریں لیکن مالک کے اجازت کے بغیر تو پھر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی مالک کو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اور اگر وہ حکومت یا بینک والے اصل رقم سے نہیں بلکہ نفع کے نام پر جمع ہونے والی سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا کریں تو زکوٰۃ بالکل ادا نہیں ہوگی کیونکہ حرام رقم سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ 13: بیوی کو اگر شوہر زکوٰۃ دے تو یہ جائز نہیں۔

مسئلہ 14: اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو خود بیوی کو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے شوہر پر ضروری نہیں۔

مسئلہ 15: پرائز بانڈ کی اصل قیمت یعنی جس رقم سے پرائز بانڈ خریدا ہے وہ نصاب کے برابر ہو تو اس اصلی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے اور ہر قرضہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ نہ تو لینا جائز ہے اور نہ ہی اس پر زکوٰۃ ہے جہاں سے لیتا ہے واپس کرے ورنہ بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دینا ضروری ہے۔

مسئلہ 16: اگر کوئی تجارت کی نیت سے پلاٹ خریدے یا زمین خریدے (یعنی فروخت کرنے کی نیت سے) تو اس صورت میں اس کی قیمت سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے

اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا۔

مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت 5 لاکھ ہوگی تو زکوٰۃ 5 لاکھ سے دینی ہوگی اور اگر پلاٹ ذاتی ضروریات کے لیے خریدا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر پلاٹ خریدار رقم کو محفوظ کرنے کے لیے تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔

مسئلہ 17: اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہو گیا تو جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔  
مسئلہ 18: اگر کوئی شخص سال کے پورے ہونے سے پہلے یا سال مکمل ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ ادا کرے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ 19: اگر کسی آدمی نے کمیٹی کے طور پر پیسے جمع کروائے ہوں اور وہ نصاب کے برابر بھی ہوں اور پھر اس آدمی پر کسی قسم کا قرض وغیرہ بھی نہ ہو تو اس محفوظ شدہ پیسوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہوگی اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت کمیٹی کی جمع شدہ رقم کو اصل مال اور نقدی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

مسئلہ 20: اگر کوئی شخص یوں کرتا ہے کہ وہ انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ انکم ٹیکس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی۔ تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے، جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضہ خداوندی اور عبادت ہے، انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ زکوٰۃ کا الگ ادا کرنا فرض ہے۔

نوٹ: ہم نے چند مسائل لکھ دیے ہیں۔ زکوٰۃ کے باقی مسائل دریافت کرنے کے لیے اپنے قریبی علماء / دارالافتاء سے رابطہ کریں۔



## صلوٰۃ التسبیح

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

صلوٰۃ التسبیح بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی چار رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں پچھتر (75) بار یہ تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنی چاہئے۔ طریقہ اس حدیث میں منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِّلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا عَبَّاسُ! أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْتَحُكَ أَلَا أَحْبُوكَ أَلَا أَفْعُلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَاةَ وَحَمْدَهُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ عَشْرَ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرَكُعَ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَا لِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِيْ حُمْرِكَ مَرَّةً.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 190 باب صلوٰۃ التسبیح)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ اے چچا

! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ، تحفہ اور ایک خبر نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب آپ انہیں کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے نئے پرانے بھول کر کئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے بڑے، چھپ کر کئے یا ظاہر سب گناہ معاف فرمادیں۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ آپ چار رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھیں۔ جب پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پڑھیں، جب رکوع کریں تو حالت رکوع میں دس بار پڑھیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ کے لئے جھک جائیں تو سجدہ میں دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ کریں تو دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں تو دس مرتبہ کہیں (پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں) ہر رکعت میں یہ کل بیچتر بار ہو گئے۔ آپ چار رکعت میں ایسا ہی کریں۔ اگر ہر دن پڑھنے کی طاقت ہو تو ہر دن پڑھیں، اگر ایسا نہ کر سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھیں، ہر جمعہ کی طاقت نہ ہو تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھیں، اگر ہر مہینہ میں نہ پڑھ سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں اور اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ثناء پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح پندرہ بار پڑھے۔ پھر رکوع سے پہلے رکوع کی حالت میں، رکوع کے بعد، سجدہ اولیٰ میں، سجدہ کے بعد بیٹھنے کی حالت میں، پھر دوسرے سجدہ میں دس دس بار پڑھے پھر سجدہ ثانی کے بعد نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو جائے۔ باقی ترتیب وہی ہے۔

(جامع ترمذی ج 1 ص 109 باب ما جاء فی صلوة التسبیح، الترغیب والترہیب للمذہبی ج 1 ص 269 الترغیب فی صلوة التسبیح)

## اعتکاف کے فضائل و مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. (صحیح البخاری: باب الاعتکاف فی العشر الأول، ج 1 ص 271)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... مَنْ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقٍ كُلُّ خَنَدَقٍ أَبْعَدُ مِائَتَيْنِ الْخَافِلَيْنِ. (المعجم الاوسط للطبرانی: ج 5 ص 279 رقم 7326)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کیلئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو اڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

**فائدہ:** سبحان اللہ! ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہوگی؟ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں اور مذکورہ فضیلت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ

يَغْفِرُ الذُّنُوبَ، وَيَجْزِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

(سنن ابن ماجہ: باب فی ثواب الاعتکاف ص 128)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کے فوائد میں سے دو بیان کیے گئے ہیں:

- (1) معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔
- (2) جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء کی امداد، علماء کی مجالس میں حاضری وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

مَنْ اعْتَكَفَ اِجْتِمَاعًا وَاحِدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(کنز العمال: کتاب الصوم، الفصل السابع فی الاعتکاف ولیلۃ القدر، ج 8 ص 244)

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کیلئے ایمان و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کرنے پر جن گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے ان

سے مراد گناہ صغیرہ ہیں، کیونکہ گناہ کبیرہ کی معافی کیلئے توبہ شرط ہے۔ اعتکاف کرنے والا جب مبارک ساعات میں خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتا ہے، آہ و بکا کرتا ہے اور اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو یقینی بات ہے اس کے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے ارشاد مبارک میں گناہوں سے مراد کبیرہ بھی ہو سکتے ہیں جن کی معافی اعتکاف میں ہوتی ہے۔ لہذا معتکف کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کا ضرور اہتمام کیا کرے۔  
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ  
الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(صحیح البخاری: باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر، ج 1 ص 270)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کیا کرو۔

فائدہ: اعتکاف سے مقصود لیلۃ القدر کو پانا ہے جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ نیز اس حدیث میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کیلئے آخری عشرہ کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرہ کی طاق راتیں ہیں۔ لہذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرہ کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

### چند ضروری مسائل:

ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں کیا جانے والا اعتکاف ”سنت مؤکدہ علی الکفایہ“ ہے، یعنی بڑے شہروں کے محلے کی کسی ایک مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی کی کسی ایک مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف کرے گا تو سنت سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ اس اعتکاف کے چند مسائل یہ ہیں:

مسئلہ 1: رمضان کے سنت اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب

آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ بیسویں دن غروبِ آفتاب سے پہلے اعتکاف والی جگہ پہنچ جائے۔

مسئلہ 2: جس محلے یا بستی میں اعتکاف کیا گیا ہے، اس محلے اور بستی والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ اعتکاف کرنے والا دوسرے محلے کا ہو۔

مسئلہ 3: آخری عشرے کے چند دن کا اعتکاف، اعتکافِ نفل ہے، سنت نہیں۔

مسئلہ 4: عورتوں کو مسجد کے بجائے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

مسئلہ 5: سنت اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔

مسئلہ 6: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔

مسئلہ 7: مسجد میں ایک سے زائد لوگ اعتکاف کریں تو سب کو ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ 8: مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کر لینی چاہیے، اگر کوئی شخص وقت پر مسجد میں داخل ہو گیا لیکن اس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو پھر نیت کرنے سے اعتکاف سنت نہیں ہوگا۔

مسئلہ 9: اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کیلئے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:

1: مسلمان ہونا

2: عاقل ہونا

3: اعتکاف کی نیت کرنا

4: مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا

5: مرد اور عورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا

(یہ شرط اعتکاف کے جائز ہونے کیلئے ہے لہذا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں اعتکاف

شروع کر دے تو اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن یہ شخص گناہگار ہو گا

6: عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا

7: روزے سے ہونا (اگر اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا کسی

وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔)

10: جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ

تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ

سے دور ہو جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو جائز ہے۔

### اعتکاف کی حالت میں جائز کام:

کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو گند نہ کیا جائے)، سونا، ضرورت کی بات کرنا، اپنا یا دوسرے کا نکاح یا کوئی اور عقد کرنا، کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، تیل لگانا، کنگھی کرنا (بشرطیکہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں)، مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں ورنہ مکروہ ہیں، برتن وغیرہ دھونا، ضروریات زندگی کیلئے خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے، کیونکہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں۔ عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچوں کو دودھ پلانا۔ معتکف کا اپنی نشست گاہ کے ارد گرد چادریں لگانا۔ معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔ بقدر ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے کے برتن، ہاتھ دھونے کے برتن اور مطالعہ کیلئے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔

### ممنوعات و مکروہات:

بلا ضرورت باتیں کرنا۔ اعتکاف کی حالت میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے

کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر، تصویر دار اخبارات و رسائل یا

اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا، سننا۔ ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لا کر بکھیر دینا۔ مسجد کی بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا۔ مسجد میں سگریٹ و حقہ پینا۔ اجرت کے ساتھ حجامت بنانا اور بنوانا، لیکن اگر کسی کو حجامت کی ضرورت ہے اور بغیر معاوضہ کے بنانے والا میسر نہ ہو تو ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ حجامت بنانے والا مسجد سے باہر رہے اور معتکف مسجد کے اندر۔

### حاجاتِ طبعیہ

پیشاب، پاخانہ اور استنجے کی ضرورت کیلئے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے، جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. پیشاب، پاخانہ کیلئے قریب ترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔
2. اگر مسجد سے متصل بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو وہیں ضرورت پوری کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو دور جاسکتا ہے، چاہے کچھ دور جانا پڑے۔
3. اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔
4. قضاء حاجت کیلئے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کیلئے ٹھہرنا نہ پڑے۔

رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹنے کے لیے اعتکاف کریں

### ”اعتکاف کو رس“

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:

03342028787 03216353540

رابطہ:



## لیلة القدر... فضائل و مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔

(صحیح بخاری ج 1 ص 270 باب فضل لیلة القدر)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں خلوص نیت سے لیلة القدر میں عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

لیکن اس فضیلت کے حصول کے لیے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے 2

شرطیں ذکر کی ہیں:

1: عبادت کرنے والا مومن ہو یعنی عقیدہ صحیح ہو، اگر عقیدہ ہی غلط ہو تو ایک لیلة القدر نہیں ہزار لیلة القدر بھی عبادت کرتا رہے تو وہ محروم ہی رہے گا۔ کیونکہ عقیدہ اصل اور بنیاد ہے۔ اگر بنیاد ہی درست نہ ہو تو عبادت والی عمارت کیسے کھڑی ہوگی یعنی عقائد اسلام کی بنیاد ہیں اگر ایک عقیدہ بھی غلط ہو گیا تو گرہی مقدر بنے گی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس رات کی برکت حاصل کرنے کے لیے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کو اپنائیں اور لوگوں میں بھی ان عقائد کی محنت کریں۔

2: عبادت کرنے والے کی نیت درست ہو، اگر نیت میں ریا، دکھلاوا آگیا تو رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا کسی کام کا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں اور اس طرح کی احادیث میں جو عبادت پر گناہوں کی معافی کا تذکرہ ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں باقی کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ اور

حقوق العباد والے گناہوں کی معافی کے لیے ان حقوق کی ادائیگی یا پھر صاحب حق سے معافی ضروری ہے صرف عبادت سے وہ کبھی معاف نہ ہوں گے۔

### لیلة القدر کون سی رات ہے؟

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان۔ (صحیح بخاری ج 1 ص 270)

ترجمہ: لیلة القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یعنی، 21، 23، 25، 27، 29 کی راتوں میں تلاش کرو۔ اسی طرح کی ایک حدیث مسند احمد (ج 16 ص 399 رقم 22612) میں بھی ہے جس میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلة القدر کے متعلق سوال کیا کہ وہ کون سی رات ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

### لیلة القدر کی مخصوص دعا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے یوں دعا مانگنا: اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ (سنن ابن ماجہ ص 274 باب الدعاء بالعفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے پروردگار آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند بھی فرماتے ہیں مولائے کریم مجھے معاف فرمادیں۔

### لیلة القدر میں فضول کاموں سے بچیں:

اتنی بابرکت رات میں بھی امت کے بہت سارے افراد اعتدال کا دامن چھوڑ کر افراط و تفریط کر کے عتاب کے مستحق بنتے ہیں: مساجد پر چراغاں کرنا، اہتمام کے ساتھ اعلانات کر کے مساجد میں باجماعت صلوٰۃ التسخیر ادا کرنا۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس رات اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس کو ذریعہ بخشش بنائے۔

## قضاے عمری.....چند مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کے پانچویں پارے میں سورۃ نساء کی آیت نمبر 103 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْعًا اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر نماز کو مقررہ اوقات میں فرض کیا ہے۔ اس لیے اپنے وقت پر نماز کو ادا کرنا ضروری ہے، ہاں اگر کبھی کبھار کسی عذر، بیماری یا کسی مجبوری کی وجہ سے نماز وقت میں ادا نہ کر سکیں تو شریعت نے اس عبادت کی اہمیت کے پیش نظر اسے بعد میں ادا کرنے کا سختی سے حکم دیا ہے۔ آج کل تساہل پسندی کا زمانہ ہے، اول تو بہت سے مسلمان نماز ادا ہی نہیں کرتے، اگر کبھی پڑھ بھی لیں تو شرائط و آداب کا بالکل خیال نہیں کرتے اور خشوع خضوع سے خالی نماز محض اٹھک بیٹھک کا نمونہ پیش کرتی ہے اور بس۔

چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان اہم العبادات (نماز) کے چھوٹ جانے پر نادم ہوتے، توبہ تائب ہوتے، اور شریعت کے حکم کے مطابق اپنی قضاء شدہ نمازوں کو جلد ادا کرتے۔ افسوس صد افسوس کہ بعض دین کے ٹھیکے داروں نے اپنی کم علمی اور کوتاہ فہمی سے اس معاملے کو بھی اپنی اوٹ پٹانگ خواہشات کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ افراط تفریط کا شکار ہو کر رہ گئے۔

ایک گروہ نے یہ نظریہ بنا لیا کہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی ضرورت نہیں محض توبہ ہی سے کام چلا لیا جائے۔ جبکہ دوسری طرف بعض اہل بدعت نے اس عبادت کا حلیہ بگاڑتے ہوئے یہ حل نکالا کہ ساری زندگی کی نمازیں ادا کرنا بہت دشوار ہے اس لیے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو قضاے عمری کے نام سے ایک نئی نماز

ایجاد کی اور یہ کہا کہ صرف چار رکعتوں کو مخصوص طریقہ سے ادا کر لینے سے ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

اس طبقہ فکر کے افراد رمضان المبارک میں اس مخصوص نماز کے جھوٹے میسجز پھیلاتے ہیں، جس کی وجہ سے امت کا ایک بہت بڑا طبقہ ان کے فریب کا شکار ہو جاتا ہے، عام سادہ لوح مسلمان بھی اسے صحیح سمجھ کر اپنی زندگی بھر کی نمازیں ادا نہیں کرتے اور اس نماز کو پڑھ لینے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

جبکہ اہل السنۃ والجماعت کا نظریہ بالکل الگ ہے وہ یہ ہے کہ قضاء شدہ نمازیں نہ تو محض توبہ سے ذمہ سے ساقط ہوتی ہیں اور نہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو چار رکعات کی مخصوص نماز کو ادا کر لینے سے ساری نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ بلکہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

### احادیث مبارکہ:

1: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ من نسی صلاة فليصل اذا ذكرها لا كفارة لها الا ذالك.

(صحیح بخاری ج 1 ص 84 باب من نسی صلاة)

ترجمہ: جو شخص نماز کو (اپنے وقت پر پڑھنا) بھول جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی اس کو یاد آئے (کہ اس نے فلاں نماز نہیں پڑھی) تو اسے چاہیے کہ وہ نماز پڑھے اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

2: جبکہ صحیح مسلم میں کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے:

عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً

أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ (صحیح مسلم: ج 1 ص 27)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب یاد آجائے تو نماز پڑھ لے۔

3: امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ایک روایت لائے ہیں: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل یسقط عن الصلوٰۃ او یغفل عنها قال: کفار تھا ان یصلیہا اذا ذکرھا۔ (سنن نسائی ج 1 ص 100 باب فی من نام عن صلوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز کے وقت میں سو جائے یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی اسے اپنی قضاء شدہ نماز یاد آئے تو وہ اسے پڑھ لے۔

### اقوال صحابہ:

1: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب موطا امام مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں:

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لْيُصَلِّ بَعْدَهَا الْآخَرَى۔ (موطا امام مالک: ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت اس کو اپنی چھوڑی ہوئی قضاء نماز یاد آجائے تو جب امام سلام پھیرے تو اس کو چاہئے کہ پہلے

وہ بھولی ہوئی قضاء نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔

2: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود کی ایک روایت نقل کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِنَّ الْمَشْرُكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْحَنْدَقِ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ. (جامع ترمذی ص 43)

حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ حندق والے دن مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک رات کا کچھ حصہ گزر گیا، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی اور پھر اقامت کہی، پس ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی اور عشاء کی نماز پڑھی۔

### اقوال فقہاء:

1: امام بخاری حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

وقال ابراهيم من ترك صلاة واحدة عشرين سنة لم يعد الا تلك الصلوة الواحدة. (صحیح بخاری ج 1 ص 84)

جس شخص نے ایک نماز چھوڑ دی تو (اگرچہ) بیس سال بھی گزر جائیں تو وہ شخص اسی اپنی قضاء شدہ نماز کو ادا کرے۔

2: امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فألاصل فيه ان كل صلوة فأتت عن الوقت بعد ثبوت وجوبها فيه فإنه يلزم قضاءؤها. سواء تركها عمدا أو سهوا أو بسبب نوم وسواء كانت الفوائت قليلة أو كثيرة. (بحر الرائق ج 2 ص 141)

ترجمہ: اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد رہ گئی ہو، اس کی قضاء لازم ہے خواہ انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر، یا نیند کی وجہ سے نماز رہ گئی ہو۔ چھوٹ جانے والی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں۔ (بہر حال قضا لازم ہے۔)

3: مشہور شارح مسلم علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِيهِ وَجُوب قَضَاءِ الْفَرِيضَةِ الْفَائِتَةِ سِوَاءَ تَرَكَهَا بِعَذْرٍ كَنَوْمٍ وَنَسْيَانٍ أَوْ بِغَيْرِ عَذْرٍ (شرح مسلم للنووي: ج 1 ص 231)

ترجمہ: جس شخص کی نماز فوت ہو جائے اس کی قضاء اس پر ضروری ہے خواہ وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی ہو جیسے نیند، اور بھول یا بغیر عذر کے چھوٹ گئی ہو۔

4: امام جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وهذا الذي ورد به الأثر من إيجاب قضاء الصلاة المنسية عند الذكرا خلاف بين الفقهاء فيه. وقد روى عن بعض السلف فيه قول شاذ ليس العمل عليه. (احكام القرآن للجصاص: ج 3 ص 288)

ترجمہ: یہ جو اثر بھولے سے نماز قضاء کے ادا کرنے پر ہے یاد آنے پر اس کی قضاء میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور جو بعض سلف سے قول مروی ہے وہ شاذ ہے اس پر عمل نہیں۔

5: صاحب رحمۃ الامۃ فرماتے ہیں: واتفقوا على وجوب قضاء الفوائت.

(رحمۃ الامامۃ: 146)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے۔  
نوٹ: احناف کی طرح دیگر ائمہ کرام کے مقلدین کا بھی قرآن و سنت کی روشنی میں یہی موقف ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں:

- 6: امام مالک رحمہ اللہ کے مقلدین کا مذہب..... المدونۃ الکبریٰ ج 1 ص 215  
7: امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین کا مذہب..... فتح الجواد ج 1 ص 223  
8: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین کا مذہب... الانصاف ج 1 ص 442  
جلیل القدر محدث کا دو ٹوک فیصلہ:

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدیث "من قضی صلاۃ من الفرائض فی آخر جمعة من شہر رمضان کان ذالک جابرا للکل صلاۃ فائتة فی عمرہ الی سبعین سنة باطل قطعاً لانہ مناقض للاجماع علی ان شیئاً من العبادات لا یقوم مقام فائتة سنوات۔  
(الموضوعات الکبریٰ ص 356)

ترجمہ: یہ روایت کہ جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضاء پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی ان سب کی ادائیگی ہو جائے گی یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے اس لیے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے۔ جبکہ اجماع اس پر ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہا سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قضاء شدہ نمازوں میں سے صرف فرض نمازوں اور ورتوں کو ادا کیا جائے سنتوں اور نوافل کی قضاء نہیں کی جائے گی۔

واللہ اعلم بالصواب



## صدقۃ الفطر فضائل و مسائل

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

### صدقۃ الفطر کا نصاب:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونایا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔  
(الجوهرة النيرة: ج 1 ص 160، باب من یجوز دفع الصدقة الیه ومن لا یجوز)

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔  
(بدائع الصنائع: ج 2 ص 158)

### ادائیگی کا وقت:

صدقۃ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے ہے، البتہ رمضان کے آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔  
(نور الانوار: ص 56)

### صدقۃ فطر کی مقدار:

صدقۃ فطر کھجور، کشمش یا جو کی صورت میں دیا جائے تو ایک صاع کی مقدار دینا چاہیے اور گندم کی صورت میں دیں تو نصف صاع دیا جائے گا۔

(الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123، 124 باب صدقۃ الفطر)

ایک صاع کی مقدار ساڑھے تین سیر اور نصف صاع کی مقدار پونے دو سیر

ہے۔ (اوزان شرعیہ از مفتی محمد شفیع: ص 34، 38 ملخصاً)

## صدقہ کے مصارف:

- 1: صدقہ فطر کے مستحق ایسے غریب حضرات ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔  
(الدر المختار: ج 3 ص 379 باب صدقۃ الفطر)
- 2: صدقہ فطر ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اسی طرح بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی کو دینا درست نہیں ہے۔ ایسے ہی بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو اپنا صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔  
(تحفۃ الفقہاء: ج 1 ص 303 باب من یوضع فیہ الصدقۃ)
- 3: ان رشتہ داروں کے علاوہ مثلاً بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی، پھوپا پھوپی، خالہ خالو، ماموں ممانی، سرسرسا، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں سوتیلے باپ ان سب کو صدقہ فطر دینا درست ہے بشرطیکہ یہ غریب اور مستحق ہوں۔  
(المحرر الرائق: ج 2 ص 425 کتاب الزکوٰۃ - باب مصرف الزکوٰۃ)

## صدقہ فطر کے متفرق مسائل:

- 1: اگر عورت صاحب نصاب ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، مگر عورت پر کسی اور کی طرف سے فطرانہ نکالنا ضروری نہیں ہے، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے۔  
(رد المختار: ج 3 ص 370 باب صدقۃ الفطر، الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123 باب صدقۃ الفطر)
- 2: مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری ہے، اس طرح نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے دینا واجب نہیں۔  
(الاختیار لتعلیل المختار: ج 1 ص 123 باب صدقۃ الفطر)

اسی طرح بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اس کے عیال داری میں کیوں نہ رہتے ہوں۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج 1 ص 212 الباب الثامن فی صدقۃ الفطر)

البتہ اگر بالغ لڑکا یا لڑکی مجنون ہو تو اس کی طرف سے اس کے والد صدقہ فطر ادا کریں گے۔ (ردالمحتار: ج 3 ص 368 باب صدقۃ الفطر)

3: اگر گندم کے علاوہ کوئی اور غلہ باجرہ چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں گندم کی قیمت کا اعتبار ہو گا یعنی جس قدر پونے دو کلو گندم کی قیمت ہو اتنی رقم کا غلہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج 5 ص 172)

4: جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب، دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج 5 ص 172)

### مرکز اہل السنۃ والجماعت (رجسٹرڈ) سرگودھا

★ شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم

★ شعبہ کتب (درس نظامی)

★ شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ (ایک سالہ برائے فارغ التحصیل علماء کرام)

★ تحقیق المسائل کورس (ماہانہ تین دن)

★ دورہ تحقیق المسائل (سالانہ بارہ روزہ)

★ احناف ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

نوٹ: ان تمام دینی، علمی، اصلاحی، مسکنی اور رفاهی شعبہ جات میں تعاون کریں۔

اکاونٹ نمبر: 14010100725862 بنام محمد الیاس، میزبان بینک سرگودھا

## نماز عید

بھ..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن رحمۃ اللہ علیہ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے جو چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات چونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ثناء کے متصل بعد کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں یہ تکبیرات کہہ کر متصل رکوع کی تکبیر کہی جاتی ہے، اس لیے اس اتصال کی وجہ سے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ مل کر یہ تکبیرات چار ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سے مل کر چار۔ گویا ہر رکعت میں چار تکبیرات شمار ہوں گی۔ بعض روایات میں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر پانچ اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر چار بتایا گیا ہے اور مجموعی طور پر نو تکبیرات شمار کی گئی ہیں۔ دونوں صورتوں میں زائد تکبیرات چھ ہی بنتی ہیں۔

1: عَنْ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَكَتَبَ أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسُوا كِتَابَتِي الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَبَضَ ابْهَامَهُ.

(شرح معانی الآثار ج 2 ص 371 باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیہا؟)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار

تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔

2: عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدِيقَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حَدِيقَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 170 باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبری للبیہقی ج 3 ص 289)

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

3: عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حَدِيقَةُ وَأَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فَجَعَلَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا وَهَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا حَتَّى قَالَ لَهُ حَدِيقَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَلْ هَذَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ  
فَيَكْبُرُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 4 ص 593 رقم 9402، مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 167، رقم 5704)

ترجمہ: علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: ان (حضرت ابو موسیٰ) سے پوچھو، اور حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ان (حضرت حذیفہ) سے پوچھو، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مسئلہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہے۔ (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)

4: عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ: أَرْسَلَ الْوَلِيدُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثَهُ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ فَقَالُوا: سَلْ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَقُومُ فَيَكْبُرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُورَةَ مِنَ الْمَفْضَلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَزْكَعُ فَيَتْلُو خَمْسَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُورَةَ مِنَ الْمَفْضَلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا يَزْكَعُ فِي آخِرِهَا فَيَتْلُو تِسْعَ فِي الْعِيدَيْنِ فَمَا أَنْكَرَهُ وَاجِدٌ مِنْهُمْ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 4 ص 392، 393 رقم الحديث 9400)

ترجمہ: حضرت کر دوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ

عنه نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس تہائی رات گزرنے کے بعد پیغام بھیجا کہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے، اس میں نماز کا کیا طریقہ ہے؟ ان سب نے کہا: ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود سے پوچھو۔ چنانچہ قاصد نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے۔ پھر سورۃ الفاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، یہ پانچ تکبیریں ہوں گی۔ پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہو کر سورت فاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر چار تکبیریں کہے جن میں سے آخری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں یہ نو تکبیریں بنتی ہیں۔ ان سب حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ [جو کہ ان حضرات کی طرف سے زبردست تائید ہے کہ یہی طریقہ صحیح ہے]

5: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تکبیرات جنازہ کے چار ہونے پر تمام صحابہ اور کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: فَاجْمَعُوا أَمْرَهُمْ عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيرِ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 319 باب التکبیر علی الجنائز کم ہو؟)

ترجمہ: تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

6: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْأُولَى خَمْسُ تَكْبِيرَاتٍ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيرَةِ الْإِسْتِفْتَاكِحِ فِي الرَّكْعَةِ [الْأُخْرَى] أَرْبَعَةٌ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ

(مصنف عبد الرزاق: ج 3 ص 166 رقم الحديث 5702 باب التکبیر فی صلوة العید)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں رکوع اور تحریمہ کی تکبیر کو ملا کر پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع والی تکبیر کو ملا کر چار تکبیریں بنتی ہیں [خلاصہ یہ کہ ہر رکعت میں زائد تکبیروں کی تعداد تین ہے]

7: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْعِيدِ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَقَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ. (سنن الطحاوی: ج 2 ص 372 باب التکبیر علی الجنائز کم هو؟)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے چار تکبیریں کہیں، پھر قراءت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر جب آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قراءت کی پھر تین تکبیریں کہیں، پھر (چوتھی) تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

### تکبیرات عیدین میں رفع یدین:

نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے:

#### دلیل نمبر 1:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تُرْفَعُ الْيَدَيْنِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَاكِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَزَوَّةِ وَبِحَجَّجٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَبَرَتَيْنِ.

(سنن الطحاوی: ج 1 ص 417 باب رفع الیدین عند رویۃ البیت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) نماز وتر میں قنوت کے وقت



(۳) عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر، (۶) مزدلفہ اور عرفات میں (۷) دو جمروں کے پاس ٹھہرتے وقت۔

**دلیل نمبر 2:** **وَاتَّقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ**

(مرقاۃ المفاتیح علی القاری: ج 3 ص 495 باب صلاة العیدین رحمۃ اللہ علیہ فی اختلاف الامۃ: ص 63) ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

**دلیل نمبر 3:**

**وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ**  
(بدائع الصنائع للکاسانی: ج 1 ص 484، رفع الیدین فی الصلوۃ)

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

**فائدہ:** پنجگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا ممنوع اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین مشروع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي**۔  
(سورۃ طہ: 14)

ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

تو نماز کا وہ عمل جو خود ذکر یا مقرون بالذکر (ذکر سے ملا ہوا) ہو تو اس آیت کی رو سے مطلوب ہو گا اور اگر وہ عمل خود ذکر یا مقرون بالذکر نہ ہو تو غیر مطلوب اور قابل ترک ہو گا۔ عیدین والے رفع یدین کے ساتھ ذکر یعنی اللہ اکبر ملا ہوتا ہے اس لیے یہ مطلوب شریعت ہے اور پنجگانہ نمازوں والے مذکورہ رفع یدین میں خالی حرکت ہوتی ہے ذکر نہیں ہوتا، اس لیے یہ غیر مطلوب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔